https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/
بسم اللہ الرحمن الرحیم
شوکی سیریز ۴۶
ایک لاکھ کا کیس
اشتیاق احمد

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

اسلام علیکم!

اگر میں آپ سے یہ سوال کروں کہ ہمارے ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی کیا ہے؟ تو شاید آپ فوری طور پر جواب نہ دے سکیں۔ کچھ دیر غور کرنے اور سوچنے کے بعد ہو سکتا ہے جواب دے دیں۔ ویسے میں اپنے ناولوں میں اکثر و بیشتر اس پہلو کی طرف اشارے دیتا رہتا ہوں۔ لیکن۔ بعض۔ میرے ناول تو آپ کے لیے ہیں۔ برسر اقتدار لوگوں کے لیے تو نہیں۔ لیکن نہیں۔ ایک بات ہے۔ کچھ ایسے قاری بھی تو ہوں گے۔ جن کے والدین برسر اقتدار لوگوں میں شامل ہوں گے۔ ایسے قارئین کو تو اپنے والدین کے کانوں میں وہ باتیں ڈالنا چاہئیں۔

کیا خیال ہے۔ آپ کا۔ یہ تو ملک سے ہمدردی ہے۔ ویسے کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ ہمارے ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی کیا ہے؟ اس سوال کا جواب اگر آپ بتا سکے تو مجھے بے تحاشہ خوشی ہوگی۔ اور آپ سب کا جواب آپ کے نام کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔

اشتیاق احمد

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

- یہ وقت نماز کا تو نہیں —
- آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا —
- کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں —
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا —
- آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں۔ پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں۔ پھر ناول پڑھیں۔ شکریہ!

مخلص

اشتیاق احمد

ایک یا دو

"شوکی! مجھے ایک معاملے میں تم سے شدید اختلاف ہے۔"
امی جان کے جملے نے ہمیں چونکا دیا۔

"یہ — یہ آپ کیا کہ رہی ہیں امی جان۔ اختلاف اور آپ کو۔ وہ بھی ہم سے۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"میں شوکی سے بات کر رہی ہوں۔" انھوں نے آفتاب کو تیز نظروں سے گھورا۔

"اوہ — معاف کیجیے گا۔ میں سمجھا تھا۔ آپ ہم چاروں سے بات کر رہی ہیں۔" آفتاب بولا۔

"تمھارے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔" انھوں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"آپ کیا کہ رہی تھیں امی جان۔" میں نے بے چین ہو کر کہا۔

"یہ کہ ایک معاملے میں مجھے تم سے شدید اختلاف ہے۔ اور

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

وہ معاملہ ہے - فیس کا۔"

"جی - فیس کا معاملہ - آپ کا مطلب ہے - کیسوں کی فیس۔" میں نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! کیسوں کی فیس - جو تم بہت ہی معمولی لیتے ہو، جب کہ بعض اوقات لوگ بہت زیادہ دینے پر تیار ہوتے ہیں - کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک لاکھ روپے دینے پر تیار ہوتا ہے اور تم اس سے صرف پانچ ہزار روپے لے لیتے ہو - ہے کوئی تُک۔" انھوں نے جھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا کیا جائے امی جان - ہماری طبیعت ہی ایسی ہے۔ ناجائز رقم لینا ہمیں گوارا نہیں۔" میں نے منہ بنایا۔

"ناجائز کس طرح - بھئی تم ٹھونک بجا کر معاملہ طے کرو، معاوضہ طے کرو - اس میں ناجائز کیسے ہو گیا - جب دُوسرے کی رضامندی سے ایک رقم طے ہو گی تو وہ ناجائز نہیں ہوگا۔"

"لیکن جب ہم ایک کیس پر ایک یا دو دن کام کریں گے تو اس کا معاوضہ ایک لاکھ روپے کس طرح لے سکتے ہیں؟" میں نے اعتراض کیا۔

"ضرور لے سکتے ہیں - دُوسرا اپنی خوشی سے دیتا ہے - کوئی تم زبردستی نہیں لے لیتے۔"

"لیکن امی جان - اس قسم کی باتیں تو آپ کے اور ہمارے درمیان ہوتی ہی رہتی ہیں - آج کیا نئی بات ہو گئی جو آپ نے پھر یہ موضوع اٹھایا؟"

"آج مجھے ایک نیا خیال آیا ہے۔" امی جان مسکرائیں۔

"اوہ - بیگم - نیا خیال اور تمھیں۔" ابا جان چونک اُٹھے اور ہم مسکرا دیے۔

"کیوں - کیا مجھے نیا خیال نہیں آ سکتا۔" انھوں نے آنکھیں نکالیں۔

"خیر - آنے کو تو کچھ بھی آ سکتا ہے۔" ابا جان جلدی سے بولے۔

"آپ کو کیا خیال آیا ہے امی جان؟"

"یہ کہ - اگر کوئی بہت بڑا کیس تمھیں ملے - کیس لانے والا ہو بھی لکھ پتی یا کروڑ پتی - اور وہ تمھیں ایک آدھ لاکھ روپے معاوضہ خود پیش کرے - تو تم - انکار نہ کیا کرو - خاموشی سے وصول کر لیا کرو۔"

"اوہو! امی جان - اس میں نئی بات کیا ہو گئی - یہ بات تو آپ پہلے بھی کہتی رہی ہیں۔"

"وہ نئی بات اب آئے گی۔" وہ جلدی سے بولیں۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"تو پھر۔ فرمائیے۔ ہم غور سے سُن رہے ہیں۔"

"اور ایک کان سے سُن کر دُوسرے سے نکال رہے ہیں۔"

"توبہ کیجیے امّی جان۔ بھلا ایسا ہو سکتا ہے۔" آفتاب جلدی سے بولا۔

"تم پھر بولے۔ اور توبہ مَیں کیوں کروں۔" انھوں نے جل کر کہا۔

"اوہ۔ ہاں! توبہ کرنے کے لیے ہم کیا کم ہیں۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"بھئی تم تو چُپ رہو۔ ابھی تک امّی جان نے وُہ نئی بات نہیں بتائی۔ اور اگر تم اسی طرح ٹانگ اڑاتے رہے تو شاید وُہ بتا بھی نہیں سکیں گے۔" اشفاق نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" اخلاق بولا۔

"کیا خیال۔ معاوضے والا۔" امّی جان نے خوش ہو کر کہا۔

"جی۔ جی نہیں۔ اشفاق بھائی جان والا۔" اس نے کہا اور امّی جان کا منہ بن گیا۔

"پہلے آپ اپنا خیال تو بتائیے نا۔"

"دیکھو شوکی۔ تم چاروں میری بات غور سے سُنو۔ ایک لکھ پتی یا کروڑ پتی۔ اگر تمھارے پاس آتا ہے۔ جس کے پاس پیسے کی کوئی کمی نہیں۔ جس کو پیسے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر تم اس سے ایک آدھ لاکھ روپے فیس وصول کر لو۔"

"پھر وُہی بات امّی جان۔ یہ نئی بات۔ نیا خیال کس طرح ہو گیا۔" اخلاق بول اُٹھا۔

"اُف۔ شاید تم آج کی تاریخ میں مجھے بات مکمل نہیں کرنے دو گے۔"

"اخلاق۔ بُری بات ہے۔ جب امّی جان بات کر رہی ہوں تو درمیان میں نہ بولا کرو۔" مَیں نے اسے ڈانٹا۔

"ج۔ جی۔ بہتر!" وُہ گھبرا گیا۔

"ہاں! امّی جان۔ آپ کیا کر رہی تھیں؟"

"خاک کر رہی تھی۔" انھوں نے جھلا کر کہا۔

"خیر بیگم۔ خاک تو تم نہیں کر رہی تھیں۔" ابّا جان مسکرائے۔

"آپ تو بس چُپ ہی رہیں، ہمیشہ انھی کی ہاں میں ہاں ملاتے رہتے ہیں۔"

"چلو۔ آج تمھاری ہاں میں ہاں ملا دوں گا۔ میرا کیا جاتا ہے۔" وُہ مسکرائے۔

"تو پھر سُنیے۔ مَیں بہت کام کی بات کہنا چاہتی ہوں، ایسے آدمی سے ایک لاکھ روپے ضرور وصول کیے جائیں۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

کیوں کہ اس کو تو ضرورت نہیں ہے۔ اس کے پاس تو
ان گنت دولت ہے۔ لیکن وصول کر کے تم بے شک گھر
میں نہ رکھو۔ اپنے اوپر خرچ نہ کرو۔ اپنے گھر میں وہی
خرچ کرو۔ یعنی جو تم پہلے وصول کرتے رہے ہو۔ پانچ
ہزار۔ یا۔ دس ہزار۔"

"اور۔ اور باقی۔ رقم۔" میں جلدی سے بولا۔

"ضرورت مندوں۔ مفلسوں۔ اور ناداروں سے دنیا بھری پڑی
ہے۔ باقی رقم ایسے ضرورت مندوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔"

"اوہ!" ہم دھک سے رہ گئے۔ یہ خیال ہمیں نہیں آیا تھا۔

"کمال ہے۔" اباجان کے منہ سے نکلا۔

"کہاں ہے کمال۔ مجھے تو کہیں نظر نہیں آ رہا۔" امی جان نے
حیران ہو کر کہا۔

"دودھ میں مکھن بھی نظر نہیں آتا۔ تو پھر کمال بے چارہ
تمہاری بات میں کس طرح نظر آئے گا بیگم۔" اباجان بولے۔

"اوہ۔ تو آپ میری بات کی بات کر رہے ہیں۔" انھوں
نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں بالکل۔ بہت زور دار بات کی ہے آج تم نے۔ میرا
خیال ہے۔ شوکی۔ تم لوگوں کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں
ہو گا؟"

"اعتراض کی گنجائش کہاں۔ یہ واقعی ایک معقول تجویز ہے۔
امی جان۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ اس پر ضرور عمل کریں گے۔"

"بہت خوب۔ یہ ہوئی نا۔"

اسی وقت ارشد اندر داخل ہوا۔ ہم دراصل اس وقت
اپنے گھریلو حصے میں موجود تھے۔

"ایک صاحب آئے ہیں۔ اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔" اس
نے کہا۔

"لیجیے امی جان۔ کیس بھی آ گیا۔"

"بس۔ میری تجویز یاد رہے۔"

"ہاں! آپ فکر نہ کریں۔"

ہم اٹھے اور اندرونی دروازے سے ہو کر دفتر میں داخل
ہوئے۔ ہم نے دیکھا۔ وہاں ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔
اس کے چہرے پر فکر اور پریشانی کے بادل تیر رہے تھے؛
تاہم اس کا لباس بہت قیمتی تھا۔ ہاتھ میں سگریٹ تھا۔

★

"فرمائیے۔ ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں؟"

"شوکی برادرز سے ملوا دیں۔" اس نے کہا۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"اور ہم آپ کو کیا نظر آ رہے ہیں؟" آفتاب نے منہ بنایا۔
"اوہو۔ تو آپ شوکی برادرز ہیں؟"
"اس میں آپ کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔" میں نے کہا۔
"بات تو ٹھیک ہے۔ میں کون ہوتا ہوں شک کرنے والا۔"
"تو پھر فرمائیے۔ ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں؟"
"بہت پیچیدہ سا معاملہ ہے۔ آپ کا معاوضہ کیا ہو گا؟"
"تو آپ پہلے معاوضہ طے کرنا چاہتے ہیں، پھر معاملہ بتائیں گے، کیوں ٹھیک ہے نا۔" آفتاب خوش ہو کر بولا۔
"جی ہاں۔ بالکل۔ معاوضہ طے ہو جائے تو اچھی بات ہے۔"
"شکریہ۔ ہمارا معاوضہ ایک لاکھ روپے ہو گا۔"
"جی۔ کیا؟" اس کے منہ سے نکلا۔ پھر وہ گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔
"آپ کھڑے کیوں ہو گئے؟" اشفاق نے حیران ہو کر پوچھا۔
"اور بیٹھ کر کیا کروں۔ میں نے تو سنا تھا۔ آپ لوگ بہت اچھے ہیں۔ بہت رحم دل ہیں۔ ناجائز معاوضہ وصول نہیں کرتے۔ لوگ آپ کو ہزاروں روپے معاوضہ دینا چاہتے ہیں، لیکن آپ نہیں لیتے۔" وہ کہتا چلا گیا۔
"ہمارے بارے میں شاید آپ کو بہت معلومات حاصل ہیں۔" آفتاب بولا۔
"ہاں! بالکل۔ معلومات نہ ہوتیں تو یہاں کس طرح آ سکتا تھا۔ لیکن افسوس۔ میری معلومات غلط ثابت ہوئیں۔ آپ تو بہت ظالم ہیں۔ شاید لوگوں کا خون چوستے ہیں۔ آپ کے بارے میں جو کچھ سنا تھا۔ وہ سب افسانے ہیں۔ اللہ حافظ۔"
یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑا۔
"نہیں جناب۔ آپ اس طرح نہیں جا سکتے۔"
"کیوں۔ مجھے کون روکے گا۔ کس میں ہمت ہے۔ روکنے کی۔" اس نے بپھر کر کہا۔
"آپ تو لڑنے مرنے پر اتر آئے۔ آپ ہمارا مطلب بالکل غلط سمجھے۔ ہم آپ کو زبردستی نہیں روک رہے۔ برادرز درخواست کر رہے ہیں کہ پہلے ہماری پوری بات سن لیں، اور اس کے بعد بھی اگر آپ کا فیصلہ جانے کے بارے میں یہی ہو تو پھر شوق سے چلے جائیے گا۔ ہم آپ کو نہیں روکیں گے۔" میں نے جلدی جلدی کہا۔
"خیر۔ کہیے۔ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"
"پہلی بات تو یہ کہ ہم ظالم نہیں ہیں۔ نہ لوگوں کا خون چوستے ہیں۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"آپ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟"

"ہاں! ٹھیک ہے۔ میرے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ لیکن پہلے آپ بیٹھ کر بات سن لیں۔" میں نے بھی قدرے تیز لہجے میں کہا۔

اس نے پہلے تو مجھے گھورا، پھر بیٹھ گیا:

"ہاں: کہیے۔ اب کیا کہتے ہیں؟"

"آپ کتنا معاوضہ دے سکتے ہیں؟"

"مم۔ میں۔ اب میں کیا کہوں۔" اس نے ہکلا کر کہا۔

"نہیں۔ ضرور کہیے۔ ورنہ بات کیسے بنے گی۔"

"اچھا تو پھر سنیے۔ میں آپ کو دس روپے معاوضہ دوں گا۔"

"آپ نے کیا کہا۔ کتنا معاوضہ دیں گے؟" آفتاب چلا کر بولا۔

"میں نے دس ہزار روپے نہیں کہا۔ نہ دس سو کہا۔ صرف دس روپے کہا ہے۔ وہ بھی میں نہ جانے کس طرح ادا کروں گا۔ میں ایک بہت ہی غریب آدمی ہوں۔"

"لیکن آپ کا لباس تو غریبوں جیسا نہیں ہے۔"

"ہاں! اس کی بھی ایک وجہ ہے۔ جو میں بعد میں بتاؤں گا۔" اس نے کہا۔

"اگر آپ بہت غریب آدمی ہیں تو ہمیں دس روپے ہی منظور

ہیں۔" میں نے پرسکون آواز میں کہا۔

"کیا کہا۔ دس روپے منظور ہیں۔" وہ دھک سے رہ گیا۔

"ہاں! بالکل منظور ہیں۔"

"تت۔ تت تو۔ ایک لاکھ روپے والی بات آپ نے مذاق میں کہی تھی۔" اس نے جلدی سے کہا۔

"یہی سمجھ لیں۔"

"میں ایک درخواست کروں گا۔ کسی غریب آدمی سے مذاق میں بھی ایک لاکھ روپے نہ مانگا کریں۔ اس طرح اس کا ہارٹ فیل ہو سکتا ہے۔"

"مشکل یہ ہے کہ آپ کے کپڑے بہت امیرانہ ہیں۔ ہمیں ان کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"خیر۔ کوئی بات نہیں۔ تو آپ کو دس روپے منظور ہیں۔"

"ہاں! منظور ہیں۔ اب مہربانی فرما کر بات بتائیے۔"

"میں ایک کوٹھی میں ملازم ہوں۔ کوٹھی کے حالات بہت عجیب و غریب ہیں۔ پتا نہیں وہاں کیا چکر چل رہا ہے۔ بس میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہاں کیا چکر چل رہا ہے۔ کہیں اس چکر کی لپیٹ میں میں بھی نہ آ جاؤں۔ وہ تو آپ نے سنا ہو گا۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"ہاں! سُنا ہے۔ آپ اپنی بات مکمل کریں۔" میں نے منہ بنا کر کہا۔

"اب کیا مکمل کروں گا۔ وہ تو مکمل ہو بھی چکی۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کوٹھی والا کیا چکر چلا رہا ہے۔"

"آپ جس کوٹھی میں ملازم ہیں۔ وہ کہاں واقع ہے؟" میں نے پوچھا۔

"گھوڑا چوک۔ کوٹھی نمبر ۹۱۳۔"

"آپ کا نام؟" میں نے پوچھا۔ اور آفتاب نے نوٹ بک سنبھال لی۔

"میں نور صاحب ہوں۔"

"نور صاحب۔ یہ کیا نام ہوا۔"

"میری ماں اَن پڑھ تھی۔ باپ بھی اَن پڑھ تھا۔ بس انھیں میرا یہی نام پسند آیا۔"

"لیکن آپ تو اپنا نام بدل سکتے تھے۔"

"کیسے بدل سکتا تھا۔ میں بھی اَن پڑھ ہوں۔"

"اوہ اچھا۔ خیر۔ آپ اس کوٹھی میں کیا کرتے ہیں؟"

"چوکیدار ہوں وہاں۔ صرف رات کو میری ڈیوٹی ہوتی ہے۔ دن میں میں واپس آجاتا ہوں۔ اور سو جاتا ہوں۔"

"تو آپ کو کوٹھی کی حفاظت کے لیے رکھا گیا ہے۔"

"جی ہاں!" اس نے فوراً کہا۔

"اور آپ کو وہاں ملازمت کرتے کتنا عرصہ ہو گیا؟"

"قریباً ایک سال۔"

"ایک سال پہلے آپ کہاں ملازمت کرتے تھے؟"

"ایک اور کوٹھی میں۔ ان کا کاروبار تباہ ہو گیا۔ تو انھوں نے مجھے ملازمت سے نکال دیا۔ اور میری کئی ماہ کی تنخواہیں بھی مار لیں۔ اس کے بعد مجھے اس کوٹھی میں ملازمت مل گئی۔"

"کس طرح؟"

"بس۔ میں پوچھتا پھر رہا تھا۔ آپ کو کسی ملازم کی ضرورت تو نہیں۔ کسی چوکیدار کی ضرورت تو نہیں۔ اس کوٹھی والوں نے ملازم رکھ لیا۔ اس وقت سے اب تک میں وہاں ملازم ہوں۔"

"اور آپ کو کسی چکر کا احساس کیا شروع سے ہی ہو رہا ہے؟"

"جی نہیں۔ چند ماہ سے احساس شروع ہوا ہے۔"

"اور چند ماہ تک محسوس کرنے کے بعد آپ ہمارے پاس آئے۔" میں نے منہ بنایا۔

"پہلے تو بہت دنوں تک میں یہ سوچتا رہا۔ مجھے ضرور وہم ہو گیا ہے۔ یا پھر یہ کہ مجھے کیا۔ میں تو صرف

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

ایک چوکیدار ہوں۔ لیکن پھر میں آپ کے پاس آنے پر
مجبور ہو گیا۔"

"ہوں! اب اس کوٹھی کے مالک کا نام بھی لکھوا دیں۔"

"غیاث باچا۔"

"یہ صاحب کیا کرتے ہیں؟"

"اسی سوال سے تو میری اُلجھن شروع ہوئی۔"

"کیا مطلب!" ہم چونک اُٹھے۔

"میں نے آج تک ان صاحب کو کوئی کام نہیں کرتے دیکھا
بس کھاتے پیتے ہیں۔ عیش کرتے ہیں۔ یا اِدھر اُدھر گھومتے
پھرتے ہیں۔ کام کوئی نہیں کرتے۔ سوال یہ ہے کہ کام نہ
کرنے کی صورت میں ان کے پاس عیش کرنے کے لیے
دولت کہاں سے آ جاتی ہے۔ ان کے پاس قیمتی کار ہے۔
کوٹھی کی ہر چیز قیمتی ہے۔"

"ہوں۔ بات تو دل چسپ ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ صاحب
کوئی سمگلر وغیرہ ہیں۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ معلوم کرنا تو آپ کا کام ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ ہم معلوم کریں گے۔"

"اب میں ایک اور درخواست کروں گا۔ اور وہ یہ کہ۔
معاوضے کے دس روپے بھی میں آپ کو اس وقت نہیں

دے سکتا۔ پہلی تاریخ کو دے سکوں گا۔ اور پہلی تاریخ میں ابھی
تین دن باقی ہیں۔ وہ بھی اس صورت میں کہ غیاث باچا نے
وقت پر تنخواہ دے دی۔"

"کوئی بات نہیں۔ آپ اس کی فکر نہ کریں۔" میں نے جلدی
سے کہا۔

"تو پھر۔ کیا میں اب جاؤں۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ چلیں۔ ہم دیکھیں گے کہ اس سلسلے میں
کیا کر سکتے ہیں۔ رات کے وقت ہم کوٹھی کے دروازے پر
پہنچیں گے۔ آپ وہیں ملیں گے نا!" میں نے جلدی جلدی
کہا۔

"وہاں نہیں ملوں گا تو اور کہاں ملوں گا۔" اس نے کہا
اور اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

وہ دفتر سے نکلا ہی تھا کہ امی جان اندرونی دروازے سے
دفتر میں آ گئیں۔

"ہمارا کوئی قصور نہیں امی جان۔ ہم نے تو آپ کی تجویز کے
پیش نظر ایک لاکھ روپے کا مطالبہ کر دیا تھا۔"

"ہاں! میں جانتی ہوں۔ خیر کوئی بات نہیں۔ ایک لاکھ
روپے والا کیس بھی آ ہی جائے گا۔" انھوں نے سرد آہ بھری

"لیکن امی جان! لیکن اس میں سرد آہ بھرنے کی کیا

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

ضرورت ہے۔ اگر کوئی ایک لاکھ کا کیس آ بھی گیا تو اس سے
کیا فائدہ۔"

"ہوں! بات ٹھیک ہے۔ خیر۔"

عین اسی وقت ایک شخص دروازے پر آ کر رُکا۔ اور
امی جان اندر کی طرف مڑ گئیں۔

"میں اندر آ سکتا ہوں۔" اس نے رُومال سے منہ صاف
کرتے ہوئے کہا۔

"ضرور جناب۔ کیوں نہیں۔" میں بولا۔

وہ اندر آیا اور سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا:

"یہ شوکی برادرز اینڈ کو کا دفتر ہے؟"

"جی ہاں!" میں نے کہا۔

"مجھے آپ سے ایک کیس حل کروانا ہے۔ ایک آدمی کی
حرکات و سکنات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں
میں۔" اس نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔" میں نے کہا اور اس کا بغور جائزہ لیا۔
کپڑے معمولی قسم کے تھے۔ لہٰذا میں نے سوچا۔ اب ایک لاکھ
کا کیس کہاں سے حاصل کیا جائے۔

"آپ کا معاوضہ؟" اس نے پوچھا۔

"جو آپ آسانی سے دے سکیں۔"

"م۔ میں۔ میں آپ کو ایک لاکھ روپے دے سکوں گا؟"
وہ بولا۔

"ج۔ جی۔ کیا فرمایا۔ ایک لاکھ روپے۔"

"ہاں! اس لیے کہ میں آسانی سے ایک لاکھ روپے دے
سکتا ہوں۔ دینے کو تو دو چار لاکھ بھی آسانی سے دے سکتا
ہوں۔ کیا آپ کا معاوضہ زیادہ ہے؟"

"ن۔ نہیں۔ یہ بہت کافی ہے۔ لیکن جناب۔ آپ
کے کپڑے تو بہت سادہ ہیں۔ آپ ایک لاکھ روپے کیسے
ادا کریں گے۔"

"آپ میرے کپڑوں پر نہ جائیے۔ میں بہت سادہ لباس
پہننے کا عادی ہوں۔"

"اوہ اچھا۔ اب یہ فرمائیے کہ کیس کیا ہے؟"

"ایک شخص کی نگرانی کرنی ہے۔ ہمارے خیال میں وہ ضرور
جرائم پیشہ آدمی ہے۔"

"اس کا نام پتا بتا سکتے ہیں؟"

"ضرور۔ کیوں نہیں۔ اس کا نام ہے۔ نور صاحب۔" اس
نے کہا۔

"ج۔ جی۔ کیا مطلب!" ہم چونک اٹھے۔ آنکھوں میں
حیرت دوڑ گئی۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"جی ہاں! شاید آپ کو نام عجیب سا لگا ہوگا۔ لیکن اس کا نام یہی ہے۔ وہ ایک کوٹھی کی چوکیداری کرتا ہے۔ گویا وہاں بطور چوکیدار ملازم ہے۔"

"اس کا پتا بھی دیں؟"

"اس کے گھر کا پتا ہے۔ دل بہار کالونی، مکان نمبر ۱۲۴۔"

"لیکن آپ اس کی نگرانی کیوں کروانا چاہتے ہیں؟"

"وہ ایک بہت پُراسرار آدمی ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ دراصل وہ کیا ہے۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ ہم معلوم کریں گے۔ لیکن ہماری دو شرطیں ہیں۔"

"ضرور فرمائیے۔"

"ایک تو یہ کہ ہم ابھی ابھی ایک کیس لے چکے ہیں۔ پہلے اس پر کام شروع کریں گے۔ اس میں ایک یا دو دن لگ سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو۔"

"کوئی اعتراض نہیں۔ آپ میرا کیس دو دن بعد شروع کر سکتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"اور دوسری شرط یہ ہے کہ نصف معاوضہ آپ کو پہلے ادا کرنا ہوگا۔"

"وہ میں لے کر آیا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے بیگ کھولا اور نوٹوں

کے بنڈل نکالنا شروع کر دیے۔

"اب اپنا نام اور پتا لکھوا دیں۔"

"مجھے۔ غیاث باچا کہتے ہیں۔ پتا نوٹ کر لیں۔ گھوڑا چوک۔ کوٹھی نمبر ۹۱۲۔"

اب ہماری حیرت کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

دال میں کالا

پتا بتانے کے بعد اس نے ہماری طرف دیکھا اور بولا:
" خیر تو ہے ۔ آپ بہت حیران نظر آ رہے ہیں ؟"
" اس کی آپ فکر نہ کریں ۔ حیران پریشان نظر آنا ہماری خا
عادت ہے ۔" آفتاب نے منہ بنایا ۔
" اب میں چلوں گا اور امید کرتا ہوں کہ آپ دو دن بع
میرے کیس پر کام شروع کر دیں گے ۔"
" ہو سکتا ہے ۔ ہم آج ہی شروع کر دیں ۔" میں جلدی
سے بولا ۔
" ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ ایک کیس پہلے ہی لے
چکے ہیں ۔"
" جی ہاں ! یہ ٹھیک ہے ۔ ہو سکتا ہے ۔ وہ ہم ایک آدھ گھ
میں ہی حل کر دیں ۔"
" ہوں ! ٹھیک ہے ۔ جیسے آپ کی مرضی ۔ جس طرح آپ

آسانی ہو ۔" اس نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کے جانے کے بعد
ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ۔
" اسے ہم ایک کیس کہیں یا دو ۔" میں بڑبڑایا ۔
" ہمارے موکل دو ہیں ۔ کیس بھی دو ہی ہوں گے ۔"
" لیکن یہ کس قدر عجیب بات ہے ۔ نور صاحب ان لوگوں
کے بارے میں جاننا چاہتا ہے اور یہ نور صاحب کے بارے
میں ۔ آخر کیوں ؟"
" اس لیے کہ دال میں کالا کالا ہے ۔" آفتاب بولا ۔
" یہاں دال کہاں سے آ گئی ۔" میں نے منہ بنایا ۔
" کیوں نہیں ۔ نور صاحب غیاث باچا کی طرف سے شک
میں مبتلا ہے اور غیاث باچا نور صاحب کی طرف سے ۔ آخر
کوئی بات تو ضرور ہے ۔"
" میں نے یہ نہیں کہا کہ کوئی بات نہیں ہے ۔ نور صاحب تو
چلو غریب آدمی ہے ۔ غیاث باچا نے بغیر وجہ کے تو ہمیں پچاس
ہزار روپے نہیں دے دیے ۔" میں نے جل کر کہا ۔
" یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ دال میں کالا کالا ہے ۔" آفتاب
مسکرایا ۔
" اچھا ۔ ہو گا ۔"
" سوال یہ ہے کہ ہم کیا کریں ؟"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"ہمارے لیے بہت آسانی ہے۔ دونوں کیس ایک ہی وقت میں حل کر سکتے ہیں۔" میں نے خوش ہو کر کہا۔

"تو پھر۔ کیوں نہ ابھی چلیں۔ نور صاحب سے پہلے ہی کوٹھی اور کوٹھی والوں کا جائزہ لے لیں اور جب نور صاحب کا کوٹھی پہنچنے کا وقت ہو جائے تو وہاں سے چلے آئیں اور اس کے گھر پہنچ جائیں۔"

"گویا ہمیں نور صاحب کے گھر بھی جانا ہو گا۔"

"ہاں! بالکل۔ ہر طرح تفتیش کے گھوڑے دوڑانے پڑیں گے۔"

"تو پھر چلو۔ چلتے ہیں۔"

ہم نے ایک ٹیکسی پکڑی اور کوٹھی نمبر ۹۱۳ کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دستک کے جواب میں غیاث باچا باہر نکل آیا اور ہمیں دیکھ کر چونک اٹھا:

"حیرت ہے۔ آپ تو ابھی آ گئے۔ آپ نے تو کہا تھا۔ پہلے ایک اور کیس حل کریں گے۔"

"اب ہم دونوں کیسوں پر ساتھ ساتھ کام کریں گے۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم کوٹھی کا اندر سے جائزہ لینا چاہتے ہیں۔"

"وہ کیوں۔ ہماری کوٹھی کا اندر سے جائزہ لینے کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔ ہم نے تو آپ کو نور صاحب کی نگرانی کا کام سونپا ہے۔ اور آپ ہماری کوٹھی کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ آپ کو تو اس کے پتے پر جانا چاہیے تھا۔"

"ہمارا طریقۂ کار ذرا عجیب ہے۔ آپ نے یہ بھی تو نہیں بتایا کہ نور صاحب پر آپ کو شک کیا ہے؟"

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ شخص کون ہے۔ کیا ہے۔ جرائم پیشہ ہے یا نہیں۔"

"ہم یہ ضرور معلوم کریں گے۔ سوال تو یہ ہے کہ آپ کو اس پر شک کیا ہے؟"

"آپ اس بات کو چھوڑیں۔ ہمیں اس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے دیں۔"

"وہ چوکیداری کہاں کرتا ہے۔ آپ نے یہ نہیں بتایا۔" میں نے پوچھا۔

"چلیے۔ میں یہ بات بتا دیتا ہوں۔ وہ اسی کوٹھی کی چوکیداری کرتا ہے۔ میں نے اس کو ایک سال پہلے ملازم رکھا تھا۔ ملازمت تلاش کرتا ہوا میرے پاس آیا تھا۔ اور میں نے ترس کھا کر رکھ لیا تھا۔ لیکن۔ اب اس کی حرکات عجیب و غریب ہو گئی ہیں۔"

"آخر کیا۔ یہ بھی تو بتائیے۔"

"ہوں۔ شاید مجھے کچھ بتانا ہی ہو گا۔ دیکھیے۔ وہ

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

یہاں چوکیدار ہے۔ اس کا کام ہے۔ چوکیداری کرنا۔ لیکن وہ
کئی بار کوٹھی کے اندرونی حصے میں داخل ہونے کی کوشش
کر چکا ہے۔ بلکہ ہو بھی چکا ہے۔ وہ تو میری آنکھ کھل
گئی اور میرے قدموں کی آہٹ سُن کر وہ باہر چلا گیا۔ میں نے
بھی اس پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ میں نے اسے اندر دیکھ
لیا ہے۔ انجان بنا رہا۔ ایک دن پھر وہ مجھے اندر نظر
آگیا۔ اس دن بھی میں انجان بن گیا۔ میں سوچتا ہوں۔
کہیں وہ کوئی چور تو نہیں ہے۔"

"اگر ایسی بات ہے تو آپ اسے ملازمت سے نکال
دیں۔ پولیس میں رپورٹ درج کروا دیں۔ آپ کا اس سے
پیچھا چھوٹ جائے گا۔"

"نہیں۔ میں جاننا چاہتا ہوں۔ وہ کس چکر میں ہے۔"

"اور آپ یہ بات جاننے کے لیے۔ ایک لاکھ روپے
خرچ کر رہے ہیں۔" میں نے حیران ہو کر کہا۔

"اس لیے کہ ایک لاکھ روپے کی میرے نزدیک کوئی
اہمیت نہیں ہے۔"

"خیر۔ ہم آپ کو اس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے
ضرور دیں گے۔ لیکن پہلے ہم آپ کی کوٹھی کا جائزہ لینا
چاہتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ وہ اندر کس

طرح داخل ہو جاتا ہے۔ کیا آپ دروازے اندر سے
بند نہیں کرتے؟"

"اس پر مجھے حیرت ہے۔ تمام دروازے اندر سے
بند ہو سکتے ہیں۔ اور نور صاحب صرف بیرونی حصے میں
رہ سکتا ہے۔ اندر نہیں آسکتا۔ لیکن اس کے باوجود
وہ اندر داخل ہو جاتا ہے۔ آخر کیسے۔ کیا یہ بات عجیب
نہیں ہے؟"

"ہاں! بالکل عجیب ہے۔ بلکہ بہت عجیب ہے۔ یہی میں
کہتا ہوں کہ کوٹھی کا جائزہ لیے بغیر، ہم کچھ نہیں جان
سکتے۔" میں نے کہا۔

"ہوں! آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ آئیے اندر۔"

"کیا مسٹر نور صاحب۔ ابھی نہیں آئے؟"

"نہیں۔ رات کو آٹھ بجے اس کی ڈیوٹی شروع ہوتی ہے۔"

ہم اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔

"دیکھنا یہ ہے کہ وہ چاہتا کیا ہے۔ کون ہے۔ کیا صرف
ایک چور ہے۔ یا کوئی اور بات ہے۔" اس نے بڑبڑانے
کے انداز میں کہا۔

"پہلے آپ ہمیں پوری کوٹھی دکھائیں۔ اور یہ بتائیں کہ
رات کے وقت نور صاحب کہاں رہ کر چوکیداری کرتا ہے۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

اور آپ کو وہ اندرونی حصے میں کہاں نظر آیا تھا؟
"آئیے۔" اس نے کہا۔

ہم نے پوری کوٹھی کا ایک چکر لگایا۔ کوٹھی آٹھ کمروں پر مشتمل تھی۔ گیٹ میں داخل ہونے کے بعد اندرونی حص ایک چار دیواری میں تھا۔ چوکیدار کو چار دیواری تک رہنے کی اجازت تھی۔ گویا اس کی ڈیوٹی یہ تھی کہ چار دیواری کے اندر چکر لگاتا رہے۔ اندرونی حصے میں داخل ہونے کے لیے سب سے پہلے ایک دروازہ تھا۔ یہ دروازہ ایک کشادہ برامدے میں کھلتا تھا۔ برامدے کے دونوں طرف پ کمرے تھے۔ اس کے بعد ایک کھلا صحن تھا۔ صحن کے دوسری طرف برامدے کے بالکل سامنے دوسرا برامدہ تھا۔ اس برامدے کے دونوں طرف بھی چار کمرے تھے۔ دوسرا برامدہ دوسری طرف سے بالکل بند تھا۔ آٹھوں کمروں کی کھڑکیاں چار دیواری کی طرف کھلتی تھیں۔ لیکن ان میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ ان کے ذریعے نور صاحب اندر داخل نہیں ہو سکتے اور بیرونی دروازہ ظاہر ہے، رات کے وقت احتیاط سے بند کیا جاتا ہوگا۔ اگر کھڑکیوں میں سلاخیں نہ ہوتیں تو یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ دن میں کسی طرح کوئی کھڑکی کھلی چھوڑ دی جاتی ہو گی۔ کسی ملازم وغیرہ سے مل کر، لیکن

ابھی ہم نے غیاث باچا سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ ان کے گھر میں کوئی ملازم ہے یا نہیں۔ لہٰذا خیال آتے ہی میں نے سوال کر ڈالا تو اس نے بتایا:

"نہیں! میں نے گھر میں کسی ملازم کو نہیں رکھا ہوا۔"

"تب پھر۔ نور صاحب رات کو گھر کے اندرونی حصے میں کس طرح داخل ہو سکتا ہے۔" میں نے منہ بنایا۔

"یہ معلوم کرنا تو آپ کا کام ہے۔ اگر میں معلوم کر سکتا تو آپ کے پاس کیوں جاتا۔" جواب میں اس نے بھی منہ بنایا۔

"جی ہاں! یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ خیر ہم معلوم کریں گے۔ آپ فکر نہ کریں۔"

"کوٹھی کا جائزہ آپ لے چکے۔ اب کیا کہتے ہیں۔"

"اب آپ آرام کریں۔ ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اندر کس طرح داخل ہوتا ہے۔ اور اگر ہم معلوم نہ کر سکے تو پھر دوسرا طریقہ اختیار کرنا ہو گا۔"

"دوسرا طریقہ۔ کیا مطلب۔" اس نے چونک کر کہا۔

"ہم رات کو یہاں ٹھہریں گے اور رات جاگ کر گزاریں گے۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" اس نے کہا۔

"لیکن اس سے پہلے ہم اپنے طور پر معلوم کرنے کی

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

کوشش کرتے ہیں۔ ویسے آپ کام کیا کرتے ہیں؟

"میں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ میں کوئی کام نہیں کرتا۔" اس نے ہچکچا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ آپ کوئی کام نہیں کرتے۔ اور پھر بھی آپ اتنے مال دار ہیں۔"

"میں بہت مال دار ہوں۔ اسی لیے تو کام نہیں کرتا۔"

"لیکن جناب۔ کیا آپ نے سنا نہیں۔ بے کار رہنے کی صورت میں تو اگر قارون کا خزانہ بھی ہو تو وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔"

"یہ پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب؟"

"پرانے زمانے میں بنک نہیں ہوتے تھے۔"

"تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔"

"بے تحاشہ دولت مند آدمی کو کام کیے بغیر لاکھوں روپے سالانہ کی آمدنی ہو جاتی ہے۔ پھر اس کو کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ آپ نے اپنی دولت بنک میں جمع کروا رکھی ہے۔ اور اس طرح آپ کو منافع ملتا ہے۔ جو آپ کی گزر بسر کے لیے بہت کافی ہے۔ یہی بات ہے نا۔"

"بہت کافی سے بھی زیادہ۔" اس نے کہا۔

"لیکن جناب۔ معاف کیجیے۔" میں نے کہا اور رک گیا۔

"آپ معافی کس بات کی مانگ رہے ہیں۔" غیاث باچا نے حیران ہو کر کہا۔

"اس بات کی کہ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور کہیے۔ میں برا نہیں مانوں گا۔"

"اس طرح بنک آپ کو جو رقم دیتا ہے۔ وہ تو سود ہے۔ اور سود حرام ہے۔"

"اب۔ اس دور میں۔ ان باتوں کو کون پوچھتا ہے؟"

"وہ۔ جنھیں آخرت کی فکر ہے۔ مرنے کے بعد کیا ہوگا، جو یہ بات سوچ سکتے ہیں۔"

"میں نے آپ کی بات کا برا نہیں مانا۔ شاید آپ مذہبی قسم کے آدمی ہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں جناب۔ مذہبی تو ہم ہیں۔ اور ہونا بھی چاہیے۔"

"لیکن آپ مجھے تو مذہبی نہ بنائیں۔ میری لاکھوں روپے سالانہ کی آمدنی تو ختم نہ کریں۔"

"آپ کی مرضی۔ لیکن یہ روزی ہے بالکل حرام۔ اور اس سے آپ کو مکمل طور پر بچ جانا چاہیے۔ ورنہ یہ کمائی آپ کو لے بیٹھے گی۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"آپ فکر نہ کریں۔ اور جس کام کے لیے آئے ہیں، وہ کریں۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ آرام کریں۔ ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اندر کس طرح داخل ہوتا ہے۔" میں نے فکر مندانہ لہجے میں کہا۔

اور ہم زینے کی طرف قدم اٹھانے لگے۔ زینہ صحن میں بنایا گیا تھا۔ جو دونوں چھتوں کو جاتا تھا۔ ہم نے اپنے پیچھے قدموں کی آواز سُنی۔

آخری وار

مُڑ کر دیکھا تو غیاث باچا ہمارے پیچھے تھے:

"کیا آپ کا آرام کرنے کا ارادہ نہیں؟" میں نے پُوچھا۔

"نہیں! میں ساتھ رہ کر دیکھنا چاہتا ہُوں کہ آپ کیا معلوم کرتے ہیں۔"

"خیر۔ آپ ضرور ہمارے ساتھ رہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" میں نے کہا، پھر بولا:

"ہم آپ سے ایک بات پوچھنا بھول گئے۔ نور صاحب کو گھر کے اندرونی حِصّے میں آپ نے کس جگہ دیکھا تھا۔"

"دُوسرے برامدے میں۔ رہائشی کمرے بھی اسی برامدے میں ہیں۔ پہلے برامدے والے چاروں کمرے خالی پڑے رہتے ہیں۔" اس نے بتایا۔

"اور وُہ کیا کر رہا تھا۔ آپ نے اسے کس طرح دیکھ لیا۔"

"میری آنکھ اچانک کھُل گئی تھی۔ برامدے میں آہٹ سُن کر

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

میں چونک اُٹھا - دبے پاؤں دروازے تک پہنچا - اور تالے کے
سوراخ میں سے برامدے میں جھانکا - میں نے اسے جاتے
ہوئے دیکھا - برامدے کا بلب روشن رہتا ہے - اس لیے اس
کو پہچاننے میں دقّت نہیں ہوئی - میں حیران رہ گیا - اور دل
میں ڈرا بھی - حیرت اس بات پر ہوئی کہ نور صاحب اند
کس طرح آ گیا - اور خوف اس بات سے ہوا کہ وہ کی
کرنا چاہتا ہے - اس دن کے بعد میری نیند اچاٹ ہو
گئی - بار بار کھل جاتی ہے - ایک رات پھر میں نے برامد
میں قدموں کی آہٹ محسوس کی ، اگرچہ بہت مدھم تھی - مَیں
جلدی سے اُٹھا - اور سوراخ سے آنکھ لگا دی - وُہ چلا آ
رہا تھا - پھر وُہ میرے کمرے کے دروازے پر آ کر رُک
گیا - اور پھر مَیں نے اسے تالے کے سوراخ کی طرف
جھکتا محسوس کیا - مَیں جلدی سے پیچھے ہٹ کر دیوار سے
لگ گیا - اب وُہ سوراخ میں سے کمرے میں تو دیکھ
سکتا تھا ، لیکن مجھے نہیں دیکھ سکتا تھا - دو تین منٹ تک
مَیں دم سادھے کھڑا رہا ، پھر ڈرتے ڈرتے سوراخ کی
طرف آیا - اس میں سے دیکھا تو وُہ برامدے میں نہیں
تھا - اور مَیں نے فیصلہ کر لیا کہ اس کی نگرانی کرانی چاہیے
نگرانی کے لیے - میرے ذہن میں آپ کا نام گونجا ۔" یہاں

رک رک کر وُہ خاموش ہو گیا۔

اب ہم چھت پر آ گئے - ہم نے چھت کا بغور جائزہ
لیا - چار دیواری میں لگا ایک درخت دیوار تک پھیلا
ہوا تھا - اور اس کے ذریعے نیچے جانا بہت آسان تھا،
اسی طرح اس کے ذریعے اوپر آنا بھی کچھ مشکل نہیں تھا :

" زینہ اندر سے بند رکھتے ہیں یا نہیں ؟"

" جی ہاں ! بند ہی رہتا ہے ۔"

" اس درخت کے ذریعے چھت پر آ جانا بہت آسان
ہے ، لیکن زینہ بند ہونے کی صُورت میں وُہ نیچے کس
طرح پہنچ جاتا ہے - یہ بات سوچنے کے قابل ہے - خیر
ہم فرض کر لیتے ہیں کہ اس کے پاس رسی کی کوئی سیڑھی
ہو گی - اس سیڑھی کو وُہ اوپر سے نیچے لٹکا دیتا ہو گا۔
اس کے ذریعے صحن میں اُترنا بہت آسان کام ہے -
اسی طرح واپس جانا بھی معمولی بات ہے ۔"

" لیکن رسی کی سیڑھی - وُہ آخر کہاں رکھتا ہے - مَیں
نے تو اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی ۔"

" اسے چھپانے کے لیے بھی اس نے کوئی جگہ تو بنا ہی
رکھی ہو گی ۔"

" چلیے - خیر - یہ بات تو ہو گئی معلوم - سوال یہ ہے کہ وُہ

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

چاہتا کیا ہے۔ کیوں اندر آتا ہے۔ اور تاک جھانک کر کے
کیوں لوٹ جاتا ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔ وہ ایک چور ہو۔"

"اوہ!" اس کے منہ سے نکلا۔

"بعض چور اسی طرح گھروں میں ملازمت کر لیتے ہیں ا
پھر گھر کا صفایا کر جاتے ہیں۔ اور میں تو ایک بہت مال دا
آدمی ہوں۔"

"کیا آپ نقدی کی صورت میں بھی دولت گھر میں رکھ
ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"کچھ نہ کچھ رقم گھر میں رکھنا ہی پڑتی ہے۔ اچانک
کوئی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

"ہوں۔ آپ کتنی رقم گھر میں رکھتے ہیں؟"

"ایک آدھ لاکھ۔"

"اور یہ بات نور صاحب کو معلوم ہے؟"

"جی ہاں! بالکل معلوم ہے۔" اس نے کہا۔

"لیکن کیوں معلوم ہے۔ ملازم کو ایسی باتیں نہیں بتانی
چاہییں۔"

"جب میں نے اسے ملازم رکھا تو یہ بات منہ سے نکل
گئی تھی۔ بتا تو میں اس کو یہ رہا تھا کہ گھر میں فلاں فلاں

چیز کس قدر قیمتی ہے۔ پھر تجوری دکھاتے ہوئے یہ بھی
کہہ گیا کہ اس میں بھی ایک آدھ لاکھ روپے ہر وقت
رہتے ہیں۔"

"تب تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان چیزوں کی حفاظت
کے لیے رات کو اندر داخل ہو جاتا ہو۔"

"لیکن اسے چوری چھپے اندر داخل ہونے کی ضرورت نہیں
تھی۔ اگر کوئی ایسی ضرورت ہوتی تو وہ ہم سے باقاعدہ کہہ سکتا
تھا۔ اور پھر اس کو یہ سمجھا دیا گیا تھا کہ تمہیں چار دیواری
کے اندر رہنا ہے۔ اندرونی حصے کا رخ نہیں کرنا۔ اس
نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی تھی اور کہا تھا۔ بھلا مجھے اندر
داخل ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

"ہوں! خیر۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم اس کی نگرانی کریں گے
اور بہت جلد آپ کو بتا دیں گے کہ اس کی ان حرکات کا مقصد
کیا ہے۔ لیکن اس سے پہلے چند سوال آپ سے بھی۔"

"ضرور۔ کیوں نہیں۔"

"یہ بے تحاشا دولت آپ کو کیسے مل گئی؟"

"میرے باپ دادا جاگیردار تھے۔" اس نے کہا۔

"شکریہ۔ ان کا نام۔ جاگیر کا پتا؟" میں نے پوچھا۔

"کیوں۔ اس کی کیا ضرورت ہے؟" اس نے چونک کر پوچھا۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"ہمارے خیال میں ضرورت ہے۔" آفتاب مسکرایا۔

"نہیں۔ آپ کو میں نے نور صاحب کی نگرانی کے لیے مقرر کیا ہے۔ اپنی نگرانی کے لیے نہیں۔ میرے باپ دادا تک نہ جائیے۔ وہ بے چارے تو کب کے اس دنیا سے رخصت ہو چکے۔"

"اگر آپ ان کا نام اور جاگیر کا پتا بتا دیتے تو ہم الجھن میں نہ رہتے۔"

"اب بھی الجھن میں رہنے کی ضرورت نہیں۔"

"نہیں جناب۔ اس صورت میں تو ہمیں شدید ضرورت ہے، اور ہم رہیں گے۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"آپ کی مرضی۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"تو آپ ان کا نام نہیں بتائیں گے۔"

"نہیں!" اس نے کہا۔

"چلیے۔ آپ اپنے والد کا نام تو بتا دیں۔"

"اچھا۔ ان کا نام منور بیگ تھا۔"

"اور انھوں نے مرتے وقت یہ دولت آپ کے حوالے کی تھی۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"آپ کے کوئی اور بھائی بہن؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔ میرا کوئی بھائی بہن نہیں ہے۔ اور میں نے شادی کی ہے۔ میں اکیلا ہی رہتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"اور آپ اپنے دادا کا نام بتانا پسند نہیں کرتے۔"

"آخر آپ میرے دادا کے نام کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔" وہ جل گیا۔

"اب۔ اب نہیں پوچھیں گے۔ آپ برا نہ مانیں۔"

"شکریہ۔ میں نے برا نہیں مانا۔" اس نے جلدی سے کہا۔

"اب ہمیں اجازت دیں۔ رات کو نو بجے کے قریب ہم آئیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"خیریت۔ آپ پریشان نظر آ رہے ہیں۔"

"میں۔ اسی دن سے پریشان ہوں۔ جس دن میں نے نور کو برآمدے میں دیکھا تھا۔ لہٰذا آپ فکرمند نہ ہوں۔" اس نے بتایا۔

"اب آپ نے کیس ہمارے حوالے کر دیا ہے، لہٰذا آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"اچھا۔ میں کوشش کروں گا کہ خوش رہوں۔" اس نے جواب دیا۔

اور ہم باہر نکل آئے۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر دل بہار کالونی

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

پہنچے۔ مکان نمبر چار سو اکیس تلاش کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ دستک کے جواب میں نور صاحب نے دروازہ کھولا:

"اوہو۔ آپ لوگ ہیں۔ آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ لیکن آپ نے تو رات کے وقت باچا صاحب کی کوٹھی پہنچنے کا وعدہ کیا تھا۔"

"ہاں! ہم نے وعدہ کیا تھا۔ اور اسے پورا کریں گے، لیکن ہم نے یہ کب کہا تھا کہ یہاں نہیں آئیں گے۔"

"اوہ ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے۔ خیر تشریف لائیے۔ میرا مکان بہت چھوٹا سا ہے۔ جس میں کوئی ڈرائنگ روم نہیں، محسوس نہ کیجیے گا۔" اس نے شرما کر کہا۔

"یہ بھی کوئی شرمانے کی بات ہے۔"

"آئیے پھر۔"

اس نے ہمیں ایک کمرے میں لا بٹھایا۔ یہاں ہر طرف بے ترتیبی کا دور دورہ تھا۔

"آپ کو غیاث باچا صاحب پر کیا شک ہے؟"

"مجھے ان کے پاس ملازمت کرتے ایک سال ہونے کو آیا۔ میں نے انھیں آج تک کوئی کام کرتے نہیں دیکھا۔ بس اِدھر اُدھر گھوم پھر لیا۔ کھا پی لیا۔ پھر بھی ان کی دولت میں کوئی کمی ہوتی نظر نہیں آتی۔"

"بس اتنی سی بات۔" میں نے منہ بنایا۔

"نہیں۔ بات تو اور بھی ہے۔ لیکن کیا آپ کو اس بات پر حیرت نہیں ہوئی؟"

"نہیں۔ اس لیے کہ اس میں حیرت کی کوئی بات ہے ہی نہیں۔"

"وہ کیسے۔ ذرا مجھے بھی بتائیں۔" اس نے بھی حیران ہو کر کہا۔

"بھئی اس کے پاس بے تحاشہ دولت ہے۔ جو اس نے بنک میں جمع کروا رکھی ہے اور ہر سال بنک سے اسے لاکھوں روپے منافع ملتا ہے۔ یعنی سود ملتا ہے۔"

"بس۔ اتنی سی بات۔ یا اور کچھ بھی۔" نور صاحب نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہم آپ کے لہجے میں طنز صاف محسوس کر رہے ہیں، شاید آپ کو اس بات پر یقین نہیں آیا۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"پھر۔ آپ کیا کہتے ہیں۔"

"پہلے تو آپ یہ بتائیں کہ یہ بنک والی بات آپ کو کس نے بتائی ہے؟"

"بنک والی بات ہمیں خود مسٹر غیاث باچا نے بتائی ہے۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"اوہ - تو آپ ان سے مل چکے ہیں۔"

"ہاں! جوں ہی ہمیں کوئی کیس ملتا ہے، ہم اس پر کام شروع کر دیتے ہیں اور جب تک وہ حل نہیں ہو جاتا، اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے۔ آپ کے گھر کا پتا بھی انھی نے بتایا ہے۔"

"اوہ - آپ کی کامیابی کا راز یہی ہے۔" اس نے کہا۔

"شاید - ہاں تو آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں شاید۔"

"میں نے انھیں کبھی کوئی کام کرتے نہیں دیکھا - ہاں! ایک کام وہ ضرور کرتے ہیں۔"

"اور وہ کیا۔" میں جلدی سے بولا۔

"ہر رات ان کے چند دوست ان کے ہاں آتے ہیں - جو رات گئے جاتے ہیں۔"

"تو پھر - اس میں کیا عجیب بات ہے۔"

"میرا خیال ہے - وہ اپنے دوستوں کے ساتھ جوا کھیلتے ہیں۔"

"یہ آپ کا صرف خیال ہے - یا خیال سے آگے کچھ اور۔"

"خیال ہی سمجھ لیں۔"

"نہیں! اگر آپ کو یقین ہے تو ہمیں بتا دیں کہ یقین کی بنیاد کیا ہے۔" میں نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"چلیے یہی سہی - میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنے

دوستوں کے ساتھ جوا کھیلتے ہیں۔"

"اوہ!" ہمارے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اس یقین کی بنیاد کیا ہے۔"

"آوازیں - جو میرے کانوں تک آ جاتی ہیں - دراصل میرے کان بہت تیز ہیں - کھڑکی اگرچہ بند ہوتی ہے - اور میں کمرے میں کچھ نہیں دیکھ سکتا - لیکن مدھم آوازیں ضرور سن سکتا ہوں اور ان آوازوں سے صاف پتا چل جاتا ہے کہ اندر جوا ہو رہا ہے۔"

"ہوں - اگر میں یہ کہوں کہ یہ بھی کوئی ایسی بات نہیں، بگڑے ہوئے دولت مند ایسا کیا ہی کرتے ہیں۔"

"آپ کی مرضی - میں کیا کر سکتا ہوں، البتہ میں آپ کو ایک ایسی بات ضرور بتا سکتا ہوں - جس کو سن کر آپ ضرور دھک سے رہ جائیں گے۔"

"آپ کوشش کریں، لیکن ہمارا خیال ہے - ہم دھک سے نہیں رہیں گے۔" آفتاب مسکرایا۔

"جی - وہ کیوں؟"

"اس لیے کہ ہم بہت ہی خاص باتوں پر دھک سے رہ جانے کے عادی ہیں - معمولی باتوں پر نہیں۔"

"آپ نے یہ اندازہ کس طرح لگایا کہ جو بات میں بتانے

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

لگا ہوں۔ وہ معمولی ہے۔" اس نے بُرا مان کر کہا۔

"اس لیے کہ جوئے والی بات بھی آپ نے اسی انداز میں بتائی تھی۔ جب کہ یہ بات ہمارے لیے بالکل معمولی ثابت ہوئی۔"

"ٹھیک ہے۔ میرا اندازہ غلط ثابت ہوا تھا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ میرا ہر اندازہ غلط ثابت ہو۔" اس نے کہا۔

"آپ کوشش کریں۔" اخلاق بولا۔

"آپ نے ابھی ابھی بتایا ہے کہ مسٹر غیاث باچا نے اپنی دولت بنک میں جمع کروا رکھی ہے۔ جس پر انھیں سالانہ کئی لاکھ روپے سود ملتا ہے۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔

"اور اسی لیے وہ کوئی کام نہیں کرتے۔" اس نے کہا۔

"بالکل یہی بات ہے۔"

"تو پھر سُنیے۔ لاکھوں روپے سالانہ سود گھر کے اخراجات کے لیے تو کافی ہو سکتا ہے۔ روزانہ رات کو جوا کھیلنے کے لیے نہیں۔ جب کہ جوا بھی لمبا کھیلا جاتا ہے۔ روزانہ ہزاروں روپے جیتے ہارے جاتے ہوں۔"

"آپ کی اس بات میں وزن ہے۔ لیکن اتنا نہیں۔" میں نے سر ہلایا۔

"کیا مطلب۔ اتنا کیوں نہیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"آپ نے خود ہی کہا ہے۔ جیتے اور ہارے جاتے ہیں، جب وہ جیتتے بھی ہیں اور ہارتے بھی۔ تو پھر تو کام چل سکتا ہے۔" میں نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن۔ اکثر غیاث صاحب ہی ہار میں رہتے ہیں۔ ان کے جو دوست آتے ہیں۔ وہ آپس میں اتحاد کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح غیاث صاحب کو ہراتے چلے جاتے ہیں۔"

"اور یہ سب باتیں آپ باہر رہ کر سُنتے ہیں۔"

"ہاں!"

"نہ جانے کیا بات ہے۔ مجھے آپ کی بات پر یقین نہیں آیا۔ کہیں وہ لوگ کمرے کی کھڑکی کھلی تو نہیں رکھتے۔ اور آپ سب کچھ بخوبی دیکھ تو نہیں لیتے۔"

"جی نہیں۔ وہ کھڑکی ہمیشہ بند رکھتے ہیں۔"

"گویا۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ ہزاروں روپے روز ہارتے ہیں۔ اس لحاظ سے بنک سے ملنے والی سود کی رقم انھیں کافی نہیں ہو سکتی۔"

"ہاں۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔"

"بات واقعی غور طلب ہے، لیکن اس میں دھک سے رہ جانے والی بات پیدا نہیں ہو سکتی۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"واقعی! آپ آسانی سے دھک سے رہ جانے والے نہیں
لیکن میں نے بھی تہیہ کر لیا ہے کہ آپ کو حیرت زدہ کر کے
ہی دم لوں گا۔"

"تو پھر- کوشش جاری رکھیں۔"

"مسٹر غیاث باچا کا کہنا ہے کہ اس کے باپ دادا جاگیردار
تھے- اور ان کی جاگیر انھیں ملی تھی- یہی وجہ ہے کہ وہ اس
قدر دولت مند ہیں۔"

"یہ بات بھی ہم ان سے معلوم کر چکے ہیں۔" اخلاق نے
مسکرا کر کہا۔

"چلیے کوئی بات نہیں- کیا آپ کو ان کے باپ کا نام
بھی معلوم ہے۔"

"ہاں! ان کا نام منور بیگ تھا۔"

"بالکل ٹھیک ہے - اور دادا کا نام؟" اس نے طنزیہ لہجے
میں تھا-

"کیوں - یہ سوال آپ نے طنزیہ انداز میں کیوں کیا؟" میں نے
چونک کر کہا-

"اس لیے کہ میں جانتا ہوں- انھوں نے آپ کو اپنے دادا
کا نام نہیں بتایا ہوگا۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔" میں نے حیرت زدہ ہو کر کہا-

"دیکھا- آپ یہ سن کر حیران ہوئے ہیں- لیکن آپ بھی
شاید یہ معلوم کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"بے فکر رہیں- وہ آپ کو اپنے دادا کا نام ہرگز نہیں
بتائیں گے۔"

"آخر کیوں- اس کی وجہ- اس میں کیا راز ہے۔"

"پتا نہیں- اس میں کیا راز ہے- یہ معلوم کرنا تو آپ کا
کام ہے کہ اس میں کیا راز ہے- آخر یہ کیس آپ کو حل کرنا
ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا-

"آپ نے ہمیں اُلجھن میں مبتلا کر دیا ہے- اس میں کوئی
شک نہیں۔" میں بڑبڑایا-

"لیکن آپ دھک سے ابھی تک نہیں رہے- خیر- میرا آخری
وار ہوتا ہے۔"

"اوہو- تو آپ وار کر رہے ہیں باقاعدہ۔" میں چونکا-

"یہی سمجھ لیں۔"

"خیر- فرمایئے - اوہ نہیں- کیجیے آخری وار۔" میں بولا-

"ایک سال کی ملازمت کے دوران انھوں نے کبھی بنک سے
کوئی چیک نہیں نکلوایا - نہ بنک میں کوئی رقم جمع کروائی۔"

"کیا!!!" اور ہم واقعی دھک سے رہ گئے-

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

داخلہ

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے، آخر اس نے کہا
"آخر میں کامیاب ہو گیا۔"

"ہاں! اس میں کوئی شک نہیں۔ آپ نے بات ہی اس قدر عجیب بتائی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ آپ یہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ یہ ضروری تو نہیں کہ وہ آپ کے ذریعے بنک سے رقم نکلوائیں۔ یا جمع کروائیں۔"

"میں نے کب کہا کہ یہ ضروری ہے۔"

"تو پھر آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود بھی بنک نہیں جاتے رہتے۔"

"وہ بنک جا کر کیا کریں گے۔ انھوں نے آج تک کسی بنک میں اکاؤنٹ ہی نہیں کھلوایا۔"

"کیا!!!" ہم چلّا اٹھے۔

"ان کا کسی بنک میں اکاؤنٹ نہیں ہے۔ یہ ایک

بالکل پکّی بات ہے۔"

"آپ کو یہ بات کس طرح معلوم ہو گئی؟"

"جوئے کے دوران ہونے والی باتیں سُننے کے چکر میں یہ بات معلوم ہوئی تھی۔ اب ذرا سوچیے۔ جب ان کا اکاؤنٹ ہی نہیں ہے کسی بنک میں تو لاکھوں روپے کی سالانہ آمدنی یعنی سود کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ گویا کوئی لاکھوں روپے کا سود انھیں نہیں ملتا۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔"

"ہاں۔ لیکن۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ان کی دولت مندی تو بہت مشہور ہے۔ پورے مُلک میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ مُلک کے دولت مند ترین لوگوں میں سے ایک ہیں۔ پھر وہ اپنی دولت کہاں رکھتے ہیں۔"

"گھر میں۔ اور کہاں رکھ سکتے ہیں۔"

"حیرت انگیز۔ ناقابلِ یقین۔" ہم بڑبڑائے۔

ہماری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ہمیں فوراً ہی محسوس ہو گیا کہ نور صاحب غیاث باچا کی کوٹھی کے اندرونی حصے میں داخل ہو کر کس چیز کو تلاش کرتا ہے۔ دراصل وہ اس جگہ کی تلاش میں تھا، جہاں دولت کا انبار موجود ہے۔ لیکن وہ اس انبار کو تلاش کرنے میں ناکام رہا۔ اور ہمارے پاس آ گیا۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"ہوں! تو آپ کو دولت کے اس انبار نے اُلجھن میں ڈال رکھا ہے۔"

"آپ یہ بات کہہ سکتے ہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا۔ اگر میری جگہ آپ ہوتے اور یہ معلومات آپ کو حاصل ہوتیں تو کیا آپ اُلجھن میں مبتلا نہ ہو جاتے۔"

ہم سوچ میں ڈوب گئے۔ نور صاحب ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔

"کیس حد درجے عجیب و غریب ہے۔ اور ہمیں اس ... کام کرنا ہی پڑے گا، لیکن ہم یہاں رہ کر کچھ نہیں ... سکیں گے۔ غیاث باچا کی کوٹھی میں داخل ہو کر ہی کچھ کر سکیں گے۔ اور ہمیں یہ کوشش بھی کرنا ہو گی کہ انہیں ہم پر شک نہ ہو جائے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ کوٹھی کے اندرونی حصے میں آپ کو میں پہنچا دوں گا۔ باقی کام آپ کا ہو گا۔"

"اوہ۔ بہت خوب۔"

"لیکن بھائی جان! یہ بات میرے حلق سے نہیں اُتر رہی" آفتاب نے اُلجھن کے عالم میں کہا۔

"کک۔ کون سی بات؟" میں بولا۔

"ملک کا اتنا بڑا دولت مند اور اس کی دولت کسی بنک میں نہ ہو۔ بلکہ گھر میں کہیں موجود ہو۔ پھر وہ دولت مند کس طرح مان لیا گیا۔ انکم ٹیکس والوں نے اسے کس طرح معاف کر دیا۔ بنک والوں نے اس کی طرف کیوں توجہ نہیں دی۔"

"ان سوالات کے جواب تو مسٹر غیاث باچا ہی دے سکتے ہیں۔" میں نے کندھے اُچکائے۔

"تو پھر۔ اب چلنا چاہیے۔ نور صاحب کے جانے کا وقت بھی ہو چلا ہے۔" اشفاق نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

"ہاں! ٹھیک ہے۔ نور صاحب۔ ہم کس وقت پہنچیں۔ جوئے کی محفل کس وقت جمتی ہے؟"

"گیارہ بجے رات کو۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم گیارہ بجے ہی آئیں گے۔"

وہاں سے واپسی پر ہم نے غیاث باچا کو فون کیا:

"ہیلو غیاث باچا صاحب۔ شوکی بول رہا ہوں۔"

"اوہ آپ ہیں۔ کہیے۔ آپ نے اس کے بارے میں کچھ معلوم کیا یا نہیں اب تک؟"

"معلوم کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ بہت جلد کامیابی کی امید ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم رات شاید نہیں آ سکیں

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

گے - آپ انتظار نہ کیجیے گا - ہاں صبح آپ سے ضرور ملاقات
ہو گی۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" اس نے کہا اور میں نے ریسیور رکھ
"ہم ایک بات بھول گئے۔" اخلاق بولا۔

"وہ کیا؟"

"وہ یہ کہ ہم نے نور صاحب سے اس کے بارے میں
تو سوالات کیے ہی نہیں - ہمیں بس اتنا معلوم ہے کہ
اسے غیاث صاحب کے ہاں ملازمت کرتے ایک سال ہو گیا
ہے، ایک سال پہلے یہ کہیں اور ملازم تھا - ان لوگوں کا
کاروبار تباہ ہو گیا - تو اسے نئی ملازمت تلاش کرنا پڑی
ان دنوں غیاث صاحب کو چوکیدار کی ضرورت تھی، اس
طرح اسے ملازمت مل گئی - سوال یہ ہے کہ نور صاحب خود
کیا بلا ہیں - یہ کوٹھی کے اندر کیوں گھس جاتے ہیں - اور یہ
ہمارے پاس کیوں آئے ہیں - ان کی بلا سے کوٹھی میں کچھ
ہی ہوتا ہو۔"

"ہاں! نور صاحب کی شخصیت بھی پُر اسرار ہے - ایک بہت
ضروری بات بھی میں پوچھنا بھول گیا۔"

"تو اب چل کر پوچھ لیتے ہیں - ابھی وہ گھر سے نکلا
نہیں ہوگا - اور ہمارے پاس ابھی بہت وقت ہے۔"

"ہوں - ٹھیک ہے۔"

ہم نے ٹیکسی کا رُخ مڑوا دیا - جب نور صاحب کے گھر
کے سامنے پہنچے - وہ باہر نکل رہا تھا - ہمیں دیکھ کر ٹھٹک
گیا -

"خیریت تو ہے؟"

"ایک دو باتیں اور بتا دیں - ہم آپ کو پھر تکلیف دے
رہے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں - آخر یہ بھاگ دوڑ آپ میرے لیے ہی
کر رہے ہیں - جب کہ میری طرف سے آپ کو کوئی معاوضہ بھی
نہیں ملے گا۔"

"کیوں جناب - کیا آپ کا دس روپے دینے کا ارادہ بھی
نہیں رہا۔"

"دس روپے - وہ تو خیر میں دوں گا، لیکن دس روپے
سے کیا بنتا ہے - میں دیکھ رہا ہوں - آپ ٹیکسی میں سفر
کر رہے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں - ایسے لوگ بھی ہیں جو ہمیں ایک لاکھ
روپے دے دیتے ہیں - مہربانی فرما کر اس آدمی کا نام اور
پتا بتائیے - جس کے پاس آپ پہلے کام کرتے تھے۔"

"کیوں - اس کا نام اور پتا جاننے کی آپ کو کیا ضرورت

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

پیش آگئی۔" اس نے چونک کر کہا۔

"آپ ضرورت کی بات چھوڑیں۔ سراغ رسانی میں ضرورت نہیں دیکھی جاتی۔" میں نے منہ بنایا۔

"سچ ۔ جی ہاں ! خیر۔ اس کا نام رضوان شاہ ہے۔ تنویر روڈ۔ گلی نمبر ۱۱ ۔ مکان نمبر ۹۔"

آفتاب نے نام پتا لکھ لیا تو میں نے کہا :

"اس وقت بھی اسی مکان میں رہتے تھے آپ؟"

"جی نہیں ۔ لیکن میں حیران ہوں۔ آخر ان سوالات کی کیا ضرورت ہے۔"

"آپ نہیں سمجھ سکتے ۔ ہمارا طریقہ کار بہت عجیب ہے۔ ہاں ۔ ان دنوں آپ کہاں رہتے تھے؟"

"جیل روڈ۔ مکان نمبر ۱۱۱۔"

"بہت بہت شکریہ۔ خیال رہے ۔ ہم ٹھیک گیارہ بجے غیاث باچا صاحب کی کوٹھی کے دروازے پر پہنچیں گے اور آپ ہمیں کوٹھی کے اندر پہنچائیں گے۔"

"ہاں ! آپ فکر نہ کریں۔ یہ میری ذمے داری ہے۔"

اب ہماری ٹیکسی کا رخ تنویر روڈ کی طرف تھا۔ گلی نمبر گیارہ میں مکان نمبر ۹ تلاش کرنے میں ذرا دقت نہ ہوئی۔ دستک کے جواب میں ایک ادھیڑ عمر آدمی نے دروازہ کھولا اور

بولا :

"فرمائیے ۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"رضوان شاہ آپ ہی ہیں؟"

"ہاں ۔ فرمائیے۔"

"آپ کے ایک ملازم کے بارے میں کچھ بات چیت کرنے آئے ہیں ۔ کوئی نور صاحب آپ کے پاس ملازم تھا؟"

"کس بد بخت کا نام لے دیا آپ نے۔" رضوان شاہ نے سرد آہ بھری۔

"جی ۔ کیا فرمایا ۔ بد بخت۔"

"ہاں ! بالکل ظالم ۔ سنگ دل اور کمینہ انسان بھی کہا جا سکتا ہے اسے ۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں ، اس کو جو بھی کہا جائے کم ہے۔"

"اوہو ۔ ایسی کیا بات ہوگئی۔"

"اندر تشریف لے چلیے ۔ یہاں کھڑے رہ کر بات کرنا اچھا نہیں لگتا ۔ آپ بھی کیا سوچیں گے۔" اس نے کہا۔

"ہم ایسی باتیں نہیں سوچا کرتے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

ہم اس کے ساتھ اندر آگئے ۔ ایک سادہ طرز پر سجے ہوئے کمرے میں اس نے ہمیں بٹھایا :

"آپ کیا پینا پسند کریں گے۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"تکلف کی ضرورت نہیں۔ بس آپ ہمیں نور صاحب کے بارے میں بتایئے۔"

"آپ اس کے بارے میں کیوں جاننا چاہتے ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"پہلے تو ہم اپنا تعارف کروا دیں۔ ہم شوکی برادرز ہیں۔" میں نے کہا۔

"اچھا!" وہ بولا، لہجے سے ایسا معلوم ہوا جیسے اس نے ہمارا نام پہلے کبھی نہ سنا ہو۔ ہمیں مایوسی سی ہوئی۔

"ہم سراغ رسانی کا کام کرتے ہیں۔"

"اوہ اچھا۔ آپ وہ شوکی برادرز ہیں۔" اب وہ چونکا۔ اور ہماری مایوسی رفوچکر ہو گئی۔

"جی ہاں! اتفاق سے ہم وہی ہیں۔ آپ نے نور صاحب کے بارے میں ایسے الفاظ کیوں ادا کیے؟"

"وہ ہے اسی قابل۔"

"آپ کیا کام کرتے ہیں؟"

"ایک مل میں ملازم ہوں۔ پہلے اس مل کا مالک تھا۔" اس نے سرد آہ بھری۔

"کیا مطلب؟" ہم چونک اٹھے۔

"میں دولت مند لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ گھر کے لیے مجھے ایک ملازم کی ضرورت پیش آ گئی۔ میں نے اخبار میں چوکیدار کی ضرورت کا اشتہار دیا۔ تو نور صاحب انٹرویو دینے کے لیے آیا اور میں نے اس کو ملازم رکھ لیا۔ بس وہی دن میری بدبختی کا پہلا دن تھا۔"

"آخر کیسے؟" مارے حیرت کے ہمارا برا حال تھا۔

"میرے گھر میں سب کچھ تھا۔ دولت کی فراوانی تھی۔ میرے پاس دو کاریں تھیں۔ ہزاروں روپے روزانہ کی آمدنی تھی۔ لیکن پھر سب کچھ گویا پر لگا کر اڑ گیا۔ اور یہ سب نور صاحب کی وجہ سے ہوا۔"

"یہ آپ نے اب بھی نہیں بتایا کہ کس طرح؟" میں نے بے چین ہو کر کہا۔

"میرے چند دوست جو مجھ سے ملنے اکثر آتے تھے۔ ایک رات آئے اور انھوں نے مجھے جوا کھیلنے کی دعوت دی۔"

"کیا کہا۔ جوا۔" ہمارے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ پہلے انھوں نے کبھی جوا کھیلنے کی بات تک نہیں کی تھی، لیکن اس دن آئے تو آتے ہی جوئے کی بات شروع ہو گئی۔ اور عجیب بات یہ کہ میں بھی فوراً ان کی باتوں میں آ گیا اور جوا کھیلنے لگا۔ پھر تو وہ روز جوا کھیلنے کے لیے آنے لگے۔ اور میں ہزاروں روپے روز ہارنے لگا۔ ہارتا

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

چلا گیا - ہارتا چلا گیا - یہاں تک کہ سب کچھ ہار گیا - بالکل کنگال ہو گیا - مل تک ان دوستوں کو بیچ دی اور وہ رقم بھی داؤ پر لگا دی، پھر کوٹھی اور کاروں کی باری آئی - اور وہ گویا میرے آخری داؤ تھے - وہ دن - اور آج کا دن - میں نے پھر کبھی جوا نہیں کھیلا - کیسے کھیلتا - تھا ہی کچھ نہیں کرائے کا مکان لینا پڑا اور اسی مل میں - جس کا کبھی مالک تھا، ملازمت کرنا پڑی۔"

"بہت دکھ بھری کہانی ہے آپ کی - بہت افسوس ہوا - لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔" میں نے کہا۔

"کون سی بات؟" اس نے پوچھا۔

"آپ کے دوست نور صاحب کو ملازم رکھنے سے پہلے بھی دوست تھے - یا بعد میں بنے تھے؟"

"اس کو ملازم رکھنے سے کچھ ہی روز پہلے وہ دوست بنے تھے - ایک رات شہر کی ایک سنسان سڑک پر ایک ڈاکو مجھ پر حملہ آور ہو گیا تھا - ان لوگوں نے میری مدد کی تھی - اس طرح وہ دوست بن گئے - انھوں نے ہی مشورہ دیا تھا کہ میں اپنی کوٹھی میں کوئی چوکیدار رکھ لوں - وہ ڈاکو پھر حملہ کر سکتا ہے - اور کوٹھی میں بھی واردات کرنے کے لیے آ سکتا ہے - مجھے ان کا مشورہ پسند آیا - اور میں نے

اشتہار دے دیا - اس طرح نور صاحب کو ملازم رکھا گیا۔"

"ہوں! بات سمجھ میں آ گئی - یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی سکیم تھی۔"

"ہاں! اب میں بھی یہی محسوس کرتا ہوں - لیکن میں ان کو الزام کس طرح دوں - آخر میں نے ان کی بات کیوں مانی، جوا کیوں کھیلنے لگ گیا۔"

"اس پر غور کرنا ہو گا - ویسے اگر ہم آپ کو آپ کی مل واپس دلوا دیں تو آپ ہمیں کیا دیں گے؟"

"کک - کیا مطلب - بھلا مجھے مل کس طرح مل سکتی ہے؟"

"اس کا امکان ہے۔" میں نے فوراً کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو میں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گا۔"

"انعام نہیں - معاوضہ - ہمیں اس معاملے میں کچھ کام کرنا ہو گا۔"

"جو آپ کہیں گے - معاوضہ دوں گا۔"

"ہم اگر کہیں گے - ایک لاکھ روپے معاوضہ دے دیں - تو کیا آپ دیں گے؟"

"بالکل دوں گا۔"

"تو پھر یہ طے رہا۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل - آپ فکر نہ کریں۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

ہم باہر نکل آئے :

" لو بھئی ۔ تیسرا کیس بھی مل گیا ۔"

" لیکن اب ہماری حیرت بڑھتی جا رہی ہے ۔" آفتاب نے کہا ۔

" کوئی بات نہیں ۔ حیرت کا بڑھتے جانا بُری بات نہیں ہے ۔" میں مسکرا دیا ۔

" پہلے ہمیں غیاث باچا مُجرم نظر آ رہا تھا ۔ اب نور صاحب ۔" اخلاق بولا ۔

" اور میں کچھ اور سوچ رہا ہوں ۔"

" وہ کیا ؟" آفتاب جلدی سے بولا ۔

" ہمیں مسٹر رضوان شاہ کے دوستوں سے بھی مُلاقات کرنا ہو گی ۔"

" اور یہ مُلاقات صبح سے پہلے نہیں ہو سکتی ۔ کیوں کہ ان سے ہل میں جا کر ملنا ہو گا ۔"

" کیوں بھائی جان ۔ ہم رضوان شاہ سے ان کے پتے بھی تو لے سکتے ہیں ۔"

" اس طرح ہم شاید غیاث باچا کی کوٹھی گیارہ بجے نہ پہنچ سکیں ۔ جب کہ وہاں پہنچنے کا وقت طے ہے ۔"

" خیر ۔ ان سے صبح مل لیں گے ۔" اشفاق نے منہ بنایا ۔

اور ہم اِدھر اُدھر کچھ وقت گزارنے کے بعد ٹھیک گیارہ بجے وہاں پہنچے ۔ نور صاحب کوٹھی کے دروازے پر چوکس کھڑا تھا :

" آپ تشریف لے آئے ۔" اس نے ہمیں بغور دیکھتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ! آ گئے ۔ کیا اندر کام شروع ہو چکا ہے ؟"

" شاید ۔ دوست آ تو چکے ہیں ۔ کیا آپ رضوان شاہ سے مل کر آ رہے ہیں ؟" اس نے سرسراتی انداز میں کہا ۔

" ہاں ! ان سے مُلاقات کر چکے ہیں ۔"

" میری خوب بُرائی کی ہو گی اس نے ۔ اس کو وہم ہے کہ وہ میری وجہ سے تباہ ہوا ہے ۔ جن دوستوں نے اسے جوئے کی لت لگائی ۔ وہ میرے ساتھی تھے ، لیکن ذرا سوچیے ۔ اگر ایسا ہوتا تو میں آج یہ مُلازمت کیوں کر رہا ہوتا ۔"

" ہوں ! بات تو یہ بھی ٹھیک ہے ۔ خیر ۔ پہلے تو آپ ہمیں اندر پہنچانے کی ترکیب کیجیے ۔"

" یہ کچھ مشکل نہیں ۔ آئیے میرے ساتھ ۔"

اور وہ ہمیں اسی درخت کے نیچے لے آیا :

" آپ لوگ اس درخت پر تو چڑھ ہی سکیں گے ۔"

" ہاں ۔ کیوں نہیں ۔ یہ کیا مشکل ہے ۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"تو پھر آئیے۔" یہ کہہ کر وہ خود بھی چڑھنے لگا۔
اس طرح ہم چھت پر پہنچ گئے۔ اب اس نے
درخت کی ایک شاخ جھکائی اور اس سے بندھی رسی کی
ایک سیڑھی کھول ڈالی۔ ہم حیران رہ گئے۔ رسی کی سیڑھی
سبز رنگ کی تھی۔ اسی لیے پتوں سے بھری شاخ پر وہ
نیچے سے نظر نہیں آ سکتی تھی۔
"بڑا زبردست انتظام ہے۔" میں کہے بغیر نہ رہ سکا۔
"بس جی۔ کیا بتاؤں۔ جب سے مجھے اس کوٹھی کے
اندر حالات خراب نظر آئے۔ اس وقت سے یہ انتظام
کیا ہے۔"
"اس کا مطلب ہے۔ آپ خود بھی کوٹھی کے اندرونی
حصے میں جاتے رہتے ہیں۔" میں نے کہا۔
"ہاں جی۔ بالکل۔ میں چاہتا ہوں۔ اندر کوئی چکر نہ چلنے
پائے۔ کہیں میری یہ ملازمت بھی نہ چھوٹ جائے۔ اسی
لیے تو میں آپ کے پاس دوڑا گیا تھا۔"
"ہوں۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔" میں نے کہا۔
اس نے سیڑھی نیچے لٹکا دی۔ اور پہلے خود اترنے
لگا۔ جب اس کے پیر زمین سے لگ گئے۔ تو پھر میں اترا۔
میرے بعد وہ بھی باری باری کوٹھی کے صحن میں پہنچ گئے۔

اب نور صاحب نے ہونٹوں پر انگلی رکھی ہوئی تھی۔ جب کہ
اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اب ہم کوئی بے وقوف نہیں
تھے کہ بولنا شروع کر دیتے۔ نور صاحب نے ایک کمرے کی
طرف اشارہ کیا اور میرے کان میں بولا:
"اس کمرے میں بیٹھ کر ہم ان کی آوازیں بالکل صاف
سن سکتے ہیں، کیوں کہ ان کا کمرہ ساتھ والا ہے۔ اور درمیان
میں ایک دروازہ ہے۔ اس دروازے سے کان لگا دیے
جائیں تو آوازیں صاف سنائی دیتی ہیں۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھا۔
ہم نے اس کا ساتھ دیا۔ نہ جانے کیوں۔ اس لمحے ہمارے
دل دھک دھک کرنے لگے تھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
کوئی خطرہ ہماری طرف بڑھ رہا ہو۔ کمرے کے دروازے پر
پہنچ کر وہ رک گیا۔ اور بدستور ہونٹوں پر انگلی رکھے اس
نے اشارہ کیا:
"کمرے میں داخل ہو جاؤ۔"
پہلے میں کمرے میں داخل ہوا۔ میرے پیچھے وہ تینوں
بھی اندر آ گئے۔ اب ہم نے مڑ کر نور صاحب کی طرف دیکھا۔
لیکن یہ کیا۔ دروازہ تو بند ہو چکا تھا۔ ہم منہ سے آواز
بھی نہ نکال سکے، کیوں کہ اس طرح غیاث باچا تک آواز
پہنچ جاتی۔ میں تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ ہینڈل

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

کھینچ کر دیکھا، لیکن دروازہ تو باہر سے بند کر دیا گیا تھا۔ میں
سوالیہ انداز میں ان کی طرف دیکھا:

"پتا نہیں — کیا چکر ہے۔" آفتاب نے کندھے اُچکائے۔

عین اسی وقت ہمارے نتھنوں میں ایک تیز اور ناگوار بُو آئی — ہمارے سر زور سے چکرائے اور پھر ہم گرتے چلے گئے — ہمارے ذہن تاریکیوں میں ڈوب گئے ——

سرد صاحب

نہ جانے کتنی دیر بعد مجھے ہوش آیا۔ آنکھیں کھولیں تو گھپ اندھیرا تھا۔ جب ہم کمرے میں داخل ہوئے تھے تو کمرہ پوری طرح روشن تھا۔ لیکن اب ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا:

"مم — میں — تم — کیا تم تینوں بھی یہاں موجود ہو؟" میں نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں بھائی جان — یہیں موجود ہیں — لیکن یہاں اندھیرا کیوں ہے؟"

"لائٹ چلی گئی ہے — شاید۔" میں بولا۔

"مم — مجھے — مجھے ڈر لگ رہا ہے بھائی جان — آپ — آپ کہاں ہیں؟" آفتاب ڈری ڈری آواز میں بولا۔

"کک — کمرے — میں۔" میں نے کہا۔

"میرا مطلب ہے — کمرے میں آپ کس جگہ موجود ہیں؟"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"یہ میں کس طرح کر سکتا ہوں۔ میں کیا جانوں۔ میں کمرے میں کس جگہ موجود ہوں۔"

"اچھا! میں آواز کی سمت میں آ رہا ہوں، تاکہ آپ تک پہنچ جاؤں۔"

"ضرور آؤ۔ بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" میں نے کہا۔

"تت۔ تو پھر ہم بھی آتے ہیں۔ بہت ڈر لگ رہا ہے۔ شاید ہم کسی چکر میں پھنس گئے ہیں۔" اشفاق کی آواز سنائی دی۔

"اس میں تو خیر کوئی شک ہی نہیں رہ گیا۔" میں نے کہا۔

"شک۔ کس میں؟" اخلاق کی آواز ابھری۔

"اس میں کہ ہم کسی چکر میں پھنس گئے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کس قسم کا چکر ہے جس میں روشنی کی ایک کرن بھی نظر نہیں آ رہی۔" میں نے جلدی جلدی کہا۔

"شش۔ شاید۔ یہ اندھیرے کا چکر ہے۔"

عین اسی وقت کسی کے دھڑام سے گرنے کی آواز آئی:

"یہ۔ یہ کک۔ کون گرا؟" میں نے کانپ کر کہا۔

"مم۔ میں۔ شاید میں اخلاق سے ٹکرا گیا۔ یا پھر آفتاب سے۔" اشفاق نے لرزتی آواز میں کہا۔

"نن۔ نہیں تو۔ آپ مجھ سے تو نہیں ٹکرائے۔" اخلاق کانپ

گیا۔

"تت۔ تو۔ تو پھر آفتاب۔"

"جی نہیں۔ آپ مجھ سے بھی نہیں ٹکرائے۔"

"ارے۔ تت۔ تو پھر۔ میں کس سے ٹکرایا تھا۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ ذرا ٹھہریے۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ یہاں کک۔ کون لیٹا ہے۔ ارے بھائی۔ تم کون ہو؟" اشفاق کی آواز میں کپکپی اب حد سے بڑھ گئی۔

"اشفاق۔ اتنا بھی کیا ڈرنا۔ اپنے حواس قائم رکھو۔"

"میرے پاس میرے حواس رہے ہی کب ہیں کہ انھیں قائم رکھوں۔ وہ تو کب کے غائب ہو چکے ہیں۔ بالکل گدھے کے سر سے سینگوں کی طرح۔"

"بات کیا ہے؟"

"یہاں۔ فرش پر۔ کوئی صاحب سو رہے ہیں۔"

"اوہ۔ یہ ضرور نور صاحب ہے۔ ہمارے بعد وہ کمرے میں داخل ہوا ہوگا۔" آفتاب بولا۔

"نہیں۔ اس نے تو دروازہ بند کر لیا تھا۔" میں بولا۔

"تت۔ تب پھر۔ یہ۔ یہ کون ہے؟"

"اس سے پوچھ لو نا۔" میں نے جل کر کہا۔

"اوہ، ہاں۔ ٹھہریے۔" اشفاق کی آواز سنائی دی، پھر ایسا

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

محسوس ہوا جیسے وہ بیٹھ گیا ہو۔ اس کی آواز سنائی دی:

"ارے بھائی۔ شریف آدمی۔ آپ کون ہیں۔ اور یہاں فرش پر پڑے کیا کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو لیٹنے کی اور کوئی جگہ نہیں ملی۔"

"اشفاق۔ تم تو بالکل بدحواس ہو گئے۔ بھئی یہ بھی ہماری طرح بے ہوش ہو گیا تھا۔ اور ابھی ہوش میں نہیں آیا۔ تمھاری باتوں کا جواب کس طرح دے سکتا ہے۔" میں نے بُرا مان کر کہا۔

"لگ۔ کیوں نہ ہم سوئچ بورڈ تلاش کر کے بلب روشن کر دیں۔"

"اس سے اچھی بات بھلا کیا ہو سکتی ہے۔"

"تو پھر۔ یہ کام میں کرتا ہوں۔ آپ ابھی اپنی جگہ رُکے رہیں۔" آفتاب نے کہا۔

پھر خاموشی چھا گئی۔ آفتاب کے دیوار پر ہاتھ پھیرنے کی ہلکی سی آواز ضرور کانوں میں آ رہی تھی۔ ادھر ہمارے دل زور زور سے دھڑک رہے تھے۔ اور ہم ان کی دھڑکنیں بھی صاف سُن رہے تھے۔

"کیا کر رہے ہو بھئی۔" میں نے جھنّا کر کہا۔

"سوئچ بورڈ تلاش کر رہا ہوں، لیکن وہ مل ہی نہیں رہا۔" آفتاب بولا۔

"خیر۔ دروازے کی طرف جاؤ۔" میں نے اس سے کہا۔

آفتاب کے قدموں کی آواز اُبھری، پھر اس نے کہا:

"دروازہ ابھی تک بند ہے۔"

"تب پھر ہمیں واقعی آرام کرنا ہو گا۔ جب تک کہ کوئی آ نہیں جاتا۔"

"آخر غیاث باچا صاحب کہاں ہیں۔ یہ ان کی کوٹھی ہے۔ کیوں نہ ہم چیخ کر انھیں بلائیں۔"

"یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں۔"

"او ہو۔ یہ کیا۔ یہ۔ یہ صاحب تو بالکل سرد ہیں۔ اکڑے ہوئے۔" اشفاق کی آواز میں گھبراہٹ صاف محسوس ہوئی۔

"اکڑے ہوئے صاحب۔ کیا مطلب؟"

"اُف مالک۔ یہ۔ یہ کیا۔ فرش پر۔ فرش پر تو خون بھی موجود ہے۔"

"کیا کیا۔ خخون۔" آفتاب چیخ اُٹھا۔

"خخون۔ نہیں۔ خون۔" اشفاق جلدی سے بولا۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم اس کمرے میں ایک لاش کے ساتھ بند ہیں۔" میں نے لرز کر کہا۔

"اور یہ بات۔ حد درجے خوف ناک ہے۔"

"اس سے بھی دو ہاتھ آگے۔" اخلاق نے کہا۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"ارے کوئی ہے۔ یہ ہمیں اس کمرے میں کیوں بند کیا گیا ہے۔ کوئی اور کمرہ نہیں بچا تھا بند کرنے کے لیے؟"
آفتاب چلایا۔

"گگ۔ کیا کر رہے ہو بھئی؟" اخلاق گڑبڑا گیا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہمیں کیا کہنا چاہیے؟" اشفاق بولا۔

"بھائی نور صاحب۔ آپ کہاں ہیں؟" میں بلند آواز میں بولا، لیکن کوئی جواب نہ سنائی دیا۔

"غیاچ باٹا صاحب۔ آپ ہی ہماری آواز سن لیں۔۔۔ گگ۔ کیا آپ ابھی تک جوا کھیلنے میں مصروف ہیں؟" آفتاب نے لڑکھڑاتی آواز منہ سے نکالی۔

"غیاچ باٹا نہیں۔ غیاث باچا؟" میں نے جتا کر کہا۔

"اندھیرے میں غیاچ باٹا بھی ٹھیک ہے بھائی جان؟" آفتاب نے فوراً کہا۔

"نہیں۔ کوئی نہیں آئے گا۔ ہم بری طرح پھنس گئے ہیں؟" اخلاق بولا۔

"اور۔ اس بے حس لاش کو تو دیکھیے۔ کوئی جواب ہی نہیں دے رہی؟" اشفاق نے تلملا کر کہا۔

"بری بات ہے۔ لاش کو ایسے نہیں کہتے۔ یوں بھی یہ

بے چاری جواب کس طرح دے سکتی ہے؟"

اور پھر ہم تھک ہار کر چپ چاپ بیٹھ گئے۔ اس دوران ایک دوسرے سے ضرور آ لگے تھے۔ اور اپنے خیال کے مطابق لاش سے دور ہٹ آئے تھے، حالاں کہ وہ ہمیں کاٹ نہیں کھا سکتی تھی۔ ایک تو گھپ اندھیرا، اوپر سے کمرے میں ایک عدد لاش۔ ہماری پریشانی اور گھبراہٹ کا اندازہ لگایا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ اور پھر اللہ اللہ کر کے قدموں کی آواز سنائی دی، پھر کسی نے کہا:

"پہلے تو اندھیرے کا علاج کرنا چاہیے۔ کمرے کے اندر قاتل موجود ہیں۔ وہ ہم پر بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں؟"

اس آواز نے ہمارا خون خشک کر دیا۔ صاف ظاہر ہے۔ خون خشک کرنے والی آواز جلالی نور کی ہی ہو سکتی تھی۔

"یس سر۔ جیپ میں تار اور بیٹری کے بلب موجود ہیں؟ ہم انھیں جیپ کی بیٹری سے جوڑ کر روشنی کر لیتے ہیں؟"

"ٹھیک ہے۔ جلدی کرو؟" جلالی نور نے کہا۔

اور پھر جلد ہی کمرے کے باہر روشنی ہو گئی۔ اس سے پہلے کہ ہم دروازے کی جھری میں سے باہر دیکھتے۔ کمرے کا دروازہ کھل گیا۔ اور جلالی نور کی گرج دار آواز گونجی:

"خبردار۔ گولی مار دیں گے۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ ہاتھ اوپر

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

اُٹھا دو۔"

یہ الفاظ انھوں نے شاید اوٹ میں ہو کر کہے تھے، اگر ہمیں
دیکھ لیتے تو چہک نہ اُٹھتے۔ اور ہماری طرف سے حملے کا خیال
بھی فوراً ذہن سے نکل جاتا۔ اب کمرے کے اندر بھی خاطرخواہ
روشنی آ رہی تھی۔

"بہت بہتر۔ ہم نے ہاتھ اوپر اُٹھا دیے ہیں۔"

"ارے۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ تو شوکی برادرز ہیں۔ ہائیں۔ شوکی
برادرز اور قاتل۔ بھئی واہ۔ مزا آ گیا۔ اس دن کے انتظار
میں تو میں نہ جانے کب سے سوکھ رہا تھا۔"

"آپ۔ آپ اور سوکھ رہے تھے۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں انکل
نلالی جور۔" آفتاب نے کانپتی آواز میں کہا۔

"اے۔ خبردار۔ میرا نام جلالی نور ہے۔" وہ غرائے۔

"معاف کیجیے گا۔ بہت دیر تک اندھیرے میں رہے ہیں
نا۔" میں نے کہا۔

"تو پھر۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔"

"زبان کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔ آہستہ آہستہ دیکھنے کی
عادی ہو گی۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"قتل کرنے کے بعد تو اچھے اچھوں کے دماغ چل جایا کرتے
ہیں۔ تم تو ہو کس گنتی میں۔" جلالی نور نے خوش ہو کر کہا۔

"

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ اس شخص کو ہم نے قتل نہیں
کیا۔"

"ہر قاتل یہی کہا کرتا ہے۔ بہت کم شریف قاتل خود ہی
اقرار کر لیتے ہوں گے۔" انھوں نے کہا۔

"اللہ کا شکر ہے۔ ہم نے ابھی تک اس خنجر کو ہاتھ نہیں
لگایا۔ جس سے یہ قتل کیا گیا ہے۔" میں نے مقتول کی کمر
میں پیوست خنجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے خنجر پر سے انگلیوں کے نشانات صاف کر دیے ہوں
گے، لیکن چوں کہ ابھی تم فرار نہیں ہو سکے اور رنگے ہاتھوں
پکڑے گئے ہو۔ اس لیے خنجر پر تمھاری انگلیوں کے نشانات
نہ ہونے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہو انکل۔ آپ تو ہمیں قاتل بنائے دے رہے ہیں۔"

"اب بھی قاتل نہ بناؤں گا تو کیا قیامت کے دن بناؤں گا۔"
انھوں نے منہ بنا کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے۔ آپ ہمیں قاتل بنانے پر تُلے ہوئے
ہیں۔"

"مجھے کیا ضرورت ہے۔ تُلنے ولنے کی۔ تم خود بن چکے ہو قاتل۔"
جلالی نور بولے۔

"اللہ کی مہربانی سے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نہ ہم

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

نے یہ قتل کیا ہے۔ اور نہ ہم قاتل بن رہے ہیں اور نہ آپ ہمیں قاتل بنا سکتے ہیں۔"

"اوہو! اچھا۔ یہ بات ہے۔ خیر۔ تم لوگ ایک طرف ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور دیکھو۔ فرار ہونے کی کوشش تمھارے لیے موت کا پیغام ثابت ہو گی۔"

"فکر نہ کریں۔ ہمیں فرار ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"خوب۔ چلو بھئی اپنا کام کرو۔ سب سے پہلے تو دیکھنا یہ ہے کہ یہ مقتول ہے کون۔"

لاش اوندھے منہ پڑی تھی۔ ابھی تک ہم بھی اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکے۔ اب جلالی نور کے جملے پر ہم نے بھی شدید خواہش محسوس کی کہ دیکھیں تو سہی۔ مقتول کون ہے۔

جلالی نور کے ایک ماتحت نے لاش کو سیدھا کیا۔ اس سے پہلے وہ اوندھی حالت کی تصاویر لے چکے تھے۔ خنجر پر پاؤڈر چھڑک کر اس پر سے انگلیوں کے نشانات بھی اٹھا چکے تھے۔ اور جلالی نور نے خنجر کو کاغذ میں لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا تھا۔

اِدھر لاش کو الٹایا گیا۔ اُدھر ہم حیرت زدہ رہ گئے۔ کیونکہ لاش کا چہرہ دیکھنے سے پہلے ہی ہمیں یہ یقین ہو چکا تھا کہ لاش غیاث باچا کی ہو گی۔ لیکن وہ لاش غیاث

باچا کی نہیں تھی۔ اور اس لیے ہم حیرت زدہ ہوئے تھے۔ ہم اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔ لیکن یہ یاد نہ آسکا کہ اسے پہلے کہیں دیکھا ہے یا نہیں۔ وہ ہمارے لیے ایک بالکل نیا چہرہ تھا۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

اُچکے بھی، قاتل بھی

"یہ کون ہے شوکی؟" جلالی نور نے پوچھا۔

"ہم نہیں جانتے۔" میں نے انکار میں سر ہلایا۔

"کیا کہا۔ تم نہیں جانتے۔ تو پھر اسے قتل کیوں کیا؟"

"ہم نے نہیں کیا قتل۔" آفتاب نے جھلا کر کہا۔

"بہت خوب۔ شاید تم گھاس چر گئے ہو۔" جلالی نور نے بُرا سا منہ بنایا۔

"یہ آپ نے کیسے کہہ دیا۔" میں نے انھیں گھورا۔

"تمھارے پاس اس سوال کا کیا جواب ہے۔ تم اس کمرے میں کیوں موجود ہو۔"

"اس کے لیے آپ کو تفصیل سننا پڑے گی۔" میں بولا۔

"کیوں نہیں شوکی۔ میں تفصیل ضرور سنوں گا، لیکن وہ تفصیل جھوٹ نہیں ہونی چاہیے۔"

"آپ جانتے ہیں۔ ہم جھوٹ نہیں بولتے۔"

"میں تو یہ جانتا ہوں کہ تم اوّل نمبر کے جھوٹے اور مکار ہو۔"

"شکریہ۔ پہلے آپ تفصیل سن لیں۔"

"ہاں ضرور۔ میں سن رہا ہوں۔ لیکن کھڑے رہ کر نہیں۔ ہم بیٹھ کر بات کریں گے۔"

"اسی کمرے میں بیٹھ کر بات کرنا مناسب ہوگا۔" میں جلدی سے بولا۔

"چلو۔ یوں ہی سہی۔"

ہم کمرے کے فرش پر بیٹھ گئے۔ جلالی نور کمرے کے ایک کونے میں رکھی میز کے کونے پر بیٹھ گئے اور میں نے تفصیل سنانا شروع کی۔ پہلے نور صاحب کی آمد کے بارے میں بتایا، پھر غیاث باچا کی کہانی سنائی۔ غیاث باچا کے نام پر جلالی نور زور سے چونکے۔ اس کے بعد میں نے ان ملاقاتوں کا ذکر کیا جو ہم نے دونوں کیسوں کے سلسلے میں کی تھیں اور پھر یہ بتایا کہ نور صاحب سے مل کر ہم نے کیا پروگرام بنایا تھا۔ اور یہ بھی کہ اس پروگرام کے مطابق ہم ٹھیک گیارہ بجے یہاں پہنچے تھے۔

"گیارہ بجے تم لوگ کہاں پہنچے تھے؟" جلالی نور نے چونک کر پوچھا۔

"یہیں۔ مسٹر غیاث باچا کی کوٹھی میں۔ اور کہاں۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"تو تمھارے خیال میں یہ کوٹھی غیاث ہاچا کی ہے اور یہ وہ کمرہ ہے۔ جس میں بقول تمھارے نور صاحب نے تمھیں داخل کیا تھا اور دروازہ باہر سے بند کر دیا تھا۔"

"جی ہاں! بالکل یہی بات ہے۔" میں نے خوش ہو کر کہا۔

"حسین خان۔" جلالی نور نے ایک کانسٹیبل کو آواز دی۔

"یس سر۔"

"شوکی کو اپنے ساتھ باہر لے جاؤ۔ اس عمارت کو باہر سے دکھا کر اسے پھر یہیں لے آؤ۔ اور دیکھو۔ یہ فرار نہ ہونے پائے۔"

"اوکے سر۔ اس کے تو فرشتے بھی فرار نہیں ہو سکتے۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ جلدی کرو۔" انھوں نے کہا۔

کانسٹیبل مجھے لے کر باہر آیا۔ باہر نکلتے ہی میں دھک سے رہ گیا۔ یہ عمارت کسی طرح بھی وہ کوٹھی نہیں تھی جس میں ہم داخل ہوئے تھے۔ جنگل کے سرے پر ایک ٹوٹا پھوٹا غیر آباد سا مکان تھا۔

"کیوں۔ اب اندر چلیں یا ابھی اور دیکھنا ہے۔" حسین خان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اتنا ہی کافی ہے۔ آئیے چلیں۔" میں نے سرد آہ بھری۔

"ہاں بھئی۔ اب کیا خیال ہے۔" جلالی نور کی آواز کانوں

میں آئی۔

"یہ ٹھیک ہے جناب۔ یہ وہ کوٹھی نہیں ہے۔ ہم چوں کہ بے ہوش ہو گئے تھے اور جب ہوش میں آئے تو اندھیرا تھا، اس لیے یہ نہ سمجھ سکے کہ ہم وہاں نہیں ہیں، لیکن یہ ہمارے حق میں بہت ہی اچھا ہو گیا۔" میں نے خوش ہو کر کہا۔

"اچھا ہو گیا۔ کیا اچھا ہو گیا۔"

"پہلے تو ہمیں اپنے وکیل کو فون کرنے دیں۔"

"اوہ ضرور۔ کیوں نہیں۔ آج ہی تو مزا آئے گا۔ تمھارے وکیل اکبر راٹھور بھی آج تمھیں حوالات جانے سے نہیں بچا سکیں گے۔ میں وائرلیس کے ذریعے اپنے دفتر اطلاع کرتا ہوں، وہ وہاں سے انھیں فون کر کے ادھر بھیج دیں گے۔" جلالی نور نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ انکل جلالی نور۔" آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

"سنو! تم مجھے انکل نہ کہا کرو۔ میں کسی طرح بھی تمھارا انکل نہیں ہو سکتا۔" جلالی نور نے اسے گھورا۔

"جی بہتر انکل۔ خیال رکھوں گا۔" آفتاب سہم گیا۔

اکبر راٹھور کے آنے میں پون گھنٹا صرف ہوا۔ اس وقت تک جلالی نور کا عملہ اپنا کام مکمل کر چکا تھا۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"خیر تو ہے بھئی؟" اکبر راٹھور نے کمرے کا منظر دیکھ کر فکر مندانہ لہجے میں کہا۔

"خیریت سے بے چاری آج ان کے پاس سے رُخصت ہو چکی ہے۔" جلالی نور بولے۔

"مختصر الفاظ میں ساری بات مجھے بتا دو شوکی۔" وہ بولے
میں نے ایک بار پھر تفصیل دُہرا دی:

"اب آپ کیا کہتے ہیں؟" اکبر راٹھور جلالی نور کی طرف مُڑ کر بولے۔

"کہنا کیا ہے۔ ان کو حوالات پہنچاؤں گا۔"

"کیا خنجر پر ان میں سے کسی کی اُنگلیوں کے نشانات مل چکے ہیں؟"

"فنگر پرنٹ سیکشن کی رپورٹ بس ملنے ہی والی ہے۔"

"جب تک نشانات نہیں مل جاتے۔ آپ انھیں حوالات میں بند نہیں کر سکتے۔"

"کیوں نہیں وکیل صاحب۔ یہ کمرے میں ہی موجود رہے ہیں۔ انھوں نے خنجر پر سے نشانات مٹا دیے ہیں۔" جلالی نور نے منہ بنا کر کہا۔

"اس کے باوجود آپ ایک بات بھول رہے ہیں۔"

"کیا؟" جلالی نور نے فوراً کہا۔

"یہ کمرے میں بند تھے۔ کمرے کا دروازہ آپ نے آ کر کھولا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ کون ہے جس نے دروازہ باہر سے بند کیا تھا۔ اور دُوسری بات یہ کہ آپ کو واردات کی اطلاع کس طرح ملی ہے؟"

"میں ان دونوں سوالات کے جواب دوں گا۔ حسین خان۔ قادر بخش کو سامنے لاؤ۔"

"او کے سر۔" اس نے کہا اور فوراً باہر نکل گیا۔

انکل اکبر راٹھور نے فکر مندانہ انداز میں ہماری طرف دیکھا۔ اسی وقت حسین خان ایک دیہاتی کو لے کر اندر داخل ہوا:

"قادر بخش۔ تم کہاں رہتے ہو؟"

"یہاں قریب ہی۔ میں ایک کسان ہوں۔"

"تم میرے پاس کیوں آئے تھے؟"

"میں نے رات ساڑھے گیارہ بجے یہاں چیخ کی آواز سُنی۔ اُٹھ کر ادھر آیا تو یہ لوگ اندر موجود تھے اور ان میں سے ایک کے ہاتھ میں خون آلود خنجر تھا۔ بس میں نے دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی اور آپ کو اِطلاع دینے شہر کی طرف دوڑ پڑا۔ میں اپنی سائیکل پر گیا۔ اور آپ کو اِطلاع دی۔"

"کیوں اکبر راٹھور صاحب۔ اب کیا کہتے ہیں۔" جلالی نور نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

ہمیں اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔ اکبر راٹھور نے سوالیہ
انداز میں ہماری طرف دیکھا:

"یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہم تو نور صاحب کے ساتھ
غیاث باچا کی کوٹھی کے ایک کمرے میں داخل ہوئے تھے۔
نور صاحب نے دروازہ فوراً بند کر دیا اور پھر ہم نے اندر
ایک تیز بُو محسوس کی۔ وہ کوئی زہریلی گیس تھی۔ ہم بے ہوش
ہو گئے۔"

"تمہاری اس کہانی پر اکبر راٹھور ہی اعتبار کر سکتے ہیں
کوئی عدالت تو مانے گی نہیں۔" جلالی نور مسکرائے۔

"میری سمجھ میں ایک بات آئی ہے۔" انکل اکبر راٹھور بولے

"کہیے۔ میں ضرور سنوں گا۔" جلالی نور نے کہا۔

"کیوں نہ ہم یہاں سے غیاث باچا کے ہاں چلیں۔ وہاں
غیاث باچا اور نور صاحب سے مل کر ساری بات کی تصدیق
ہو سکتی ہے۔ یا یہ جھوٹے ثابت کیے جا سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" جلالی نور نے کہا۔

اسی وقت ایک آدمی اندر داخل ہوا:

"فنگر پرنٹ خنجر پر موجود ہیں سر۔" اس نے کہا۔

"بہت خوب۔ اور وہ کس کے ہیں؟"

"مسٹر شوکی کے۔" اس نے کہا۔

"کیا!" ہم چلا اُٹھے۔ انکل اکبر راٹھور کے چہرے کا رنگ
اُڑتا نظر آیا۔

"یہ۔ یہ میں کیا سُن رہا ہوں شوکی؟"

"یہ ایک جال ہے انکل۔ ہمارے خلاف بچھایا گیا ایک
جال۔ اگر ہمیں مہلت دی جائے تو ہم جال کو تار تار کر کے دکھا
سکتے ہیں۔"

"اب میں تمہیں مہلت نہیں دے سکتا۔ تم اب مجرم ثابت
ہو چکے ہو۔ اب مجھے غیاث باچا کے پاس جانے کی بھی
ضرورت نہیں رہی۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ آپ کو معاملے کی تہ تک پہنچنے
کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ چاروں بھاگے نہیں جا رہے۔
ان کو بے ہوش کر دیا گیا تھا اور کسی بے ہوش آدمی کی
اُنگلیوں کے نشانات خنجر پر بنانا کیا مشکل ہے۔" انکل راٹھور
نے جلدی جلدی کہا۔

"خیر۔ میں غیاث باچا تک چلا چلتا ہوں، لیکن اس کے
بعد میں کوئی بات نہیں سنوں گا۔"

"کیوں انکل۔ کیا اس کے بعد آپ کان۔" آفتاب کہتا کہتا
رک گیا۔

"آپ نے دیکھا۔ یہ ان حالات میں بھی۔" جلالی نور نے

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

ناخوش گوار انداز میں انکل راٹھور کی طرف دیکھا۔

"بُری بات ہے مکھن۔"

"جی اچھا۔" آفتاب مسکرایا۔

آخر یہ قافلہ شہر کی طرف روانہ ہوا۔

"مسٹر راٹھور۔ آپ کو معلوم ہے غیاث باچا کہاں رہتے ہیں؟"

"ہاں! ۹۰۳ گرامی بلڈنگ۔" اکبر راٹھور بولے۔

"جی نہیں انکل۔ وہ گھوڑا چوک کوٹھی نمبر ۹۱۳ میں رہتے ہیں۔"

"ارے نہیں بھئی۔"

"کیا فرمایا۔ نہیں بھئی۔" میں کانپ گیا۔

"ہاں کیوں۔ کیا تم گھوڑا چوک کی کوٹھی نمبر ۹۱۳ میں داخل ہوئے تھے؟" انھوں نے جلدی سے کہا۔

"ج۔ جی ہاں!" میں بولا۔

"اُف شوکی۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔"

"یہ جھوٹ پر جھوٹ بول رہے ہیں۔ لیکن آج جھوٹ ان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔" جلالی نور بولے۔

"ہم جھوٹ نہیں بولتے۔" میں نے خشک لہجے میں کہا۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں مسٹر راٹھور۔ ہم گھوڑا چوک چلیں یا گرامی بلڈنگ۔"

"پہلے گرامی بلڈنگ۔ پھر گھوڑا چوک۔"

"یوں ہی سہی۔ لیکن آج آپ کے موکل بچتے نظر نہیں آتے۔"

"اللہ مالک ہے۔" اشفاق نے گھبرا کر کہا۔

اور ہم گرامی بلڈنگ پہنچ گئے۔ ۹۰۳ نمبر کی عمارت دیکھ کر ہم بھونچکا رہ گئے۔ وہ کسی شہنشاہ کا محل نظر آ رہی تھی۔ بہت موٹے حروف میں غیاث باچا لکھا دُور سے ہی نظر آ رہا تھا، کیوں کہ بجلی کے رنگین بلب اس کے گرد جل اور بجھ رہے تھے۔

"یہ ہے غیاث باچا کی کوٹھی۔" جلالی نور نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

انکل راٹھور نے گھنٹی کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔

"مسٹر غیاث باچا ہم پر بگڑیں گے بہت۔" جلالی نور نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں انھیں منا لوں گا۔ وہ مجھ سے واقف ہیں۔" انکل نے کہا۔

"اوہو اچھا۔" جلالی نور چونک اُٹھے۔

تیسری گھنٹی پر قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور ایک ملازم کا چہرہ نظر آیا۔

"کیا بات ہے جناب۔ کیا آپ لوگ رات کو سوتے نہیں۔"

"ہاں! سوتے ہیں، لیکن کبھی کبھی جاگنا بھی پڑتا ہے۔ آپ کون ہیں؟"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"باچا صاحب کا ملازم۔"

"آپ کا نام؟" میں نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"میں — نور صاحب ہوں۔"

"کیا!" ہم چاروں ایک ساتھ چلّائے۔

"آپ لوگ چلّائے کیوں — کیا میرا نام اس قدر عجیب ہے۔"
اس نے منہ بنایا۔

"مسٹر نور صاحب — کیا تم ان چاروں کو پہچانتے ہو؟"

"آج پہلی بار دیکھ رہا ہوں زندگی میں۔" اس نے کہا۔

"اچھا — مہربانی فرما کر باچا صاحب کو ہماری آمد کی
اطلاع دو — ان سے کہنا — ملاقاتیوں میں وکیل اکبر راٹھور بھی شا
ہے — اور معاملہ ایک قتل کا ہے۔" انکل بولے۔

"لیکن جناب — وہ سو رہے ہیں۔"

"میں نے کہا نا — معاملہ ایک قتل کا ہے۔"

"جی ہاں! یہ بات تو آپ نے کہی ہے۔" اس نے کہا ا
منہ بناتا اندر چلا گیا۔

پانچ منٹ بعد وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے غیاث باچا
انتظار کر رہے تھے — آخر قدموں کی آواز سنائی دی، پھر جو
آدمی اندر داخل ہوا، اس کو دیکھ کر ہمارے رہے سہے اوس
بھی خطا ہو گئے — یہ کسی طرح بھی وہ آدمی نہیں ہو سکتا تھ

جس نے اپنا نام غیاث باچا بتایا تھا۔

"معاف کیجیے گا — ہم نے آپ کو زحمت دی — کیا آپ
ان چاروں کو پہچانتے ہیں؟"

"نہیں تو — کون ہیں یہ — مجھے تو اُچکے لگتے ہیں۔"

"اُچکے پہلے تھے — اب قاتل بھی بن گئے ہیں۔" جلالی نور
بولے —

"مسٹر راٹھور — معاملہ کیا ہے؟"

"میں مختصر الفاظ میں بتاتا ہوں۔" انھوں نے کہا اور ساری
کہانی دہرا دی —

"کہانی بہت حیرت انگیز ہے — اگر انھوں نے خود نہیں گھڑی۔"

"یہ لوگ جھوٹ بولنے کے عادی نہیں ہیں — یہ بات میں
دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔" اکبر راٹھور بولے، جلالی نور نے بُرا
سا منہ بنایا —

"تب پھر ان کے خلاف کوئی جال بچھایا گیا ہے۔" غیاث باچا
نے کہا —

"ایک بات مَیں بھی پوچھ سکتا ہوں جناب آپ سے۔" میں
نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"ضرور بھئی — کیوں نہیں۔" وہ بولے۔

"آپ کا اکاؤنٹ کون سے بنک میں ہے؟"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"کیوں - یہ کیوں پوچھا آپ نے" غیاث باچا نے حیران ہو کر کہا -

"جی بس - آپ بتا دیں" میں شرما گیا -

"بھئی کئی بنکوں میں ہے"

"اور - کیا آپ اپنے دوستوں کے ساتھ جوا کھیلتے ہیں ؟"

"توبہ کرو بھئی - میں ایسے کام نہیں کرتا" انھوں نے کہا -

"شکریہ جناب - اب ہمیں یقین ہو چلا ہے - ہمیں جال میں پھانسا گیا ہے" میں نے کہا -

"یہ کہہ کر تم بچ نہیں سکتے شوکی - عدالت کو کس طرح یقین دلاؤ گے"

"اگر آپ صبح تک ہمیں مہلت دے دیں تو ہم دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے دکھا سکتے ہیں"

"کیا مطلب" جلالی نور چونکے -

"مطلب یہ کہ آپ ہمیں گرفتار نہ کریں"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے - اب رہ کیا گیا ہے - کہ گرفتار نہ کروں - اپنے وکیل سے پوچھ لیں"

"میں جانتا ہوں جلالی نور صاحب - ان بے چاروں کو جال میں اُلجھایا گیا ہے - لیکن آپ نہیں مانیں گے - آپ تو ان کے خلاف خار کھائے بیٹھے ہیں"

"یہی سہی - قانون کا تقاضا بھی تو اس وقت یہی ہے"

"جیسے آپ کی مرضی - میں عدالت میں اس کیس کی دھجیاں اڑا دوں گا" اکبر راٹھور نے غصے میں آ کر کہا -

"ضرور اڑائیے گا - یہ آپ کا حق ہے - لیکن میری طرف سے بھی یہ بات سن لیں کہ میں ان کی ضمانت نہیں ہونے دوں گا"

"ایک درخواست میری بھی سن لیں" میں نے جلدی سے کہا -

"کہو شوکی" انکل بولے -

"نور صاحب - یعنی نقلی نور صاحب نے ہمیں بتایا تھا کہ وہ پہلے رضوان شاہ نامی ایک آدمی کے پاس ملازمت کرتا تھا - ہم نے اس سے بھی ملاقات کی تھی - اور اس نے اس بات کی تصدیق کی تھی - مہربانی فرما کر ذرا پہلے تو نور صاحب سے یہ معلوم کرنے دیں کہ وہ ایک سال پہلے کسی رضوان شاہ کے ہاں ملازمت کرتا تھا"

"بالکل نہیں - وہ تو کئی سالوں سے میرے پاس ہے" غیاث باچا نے فوراً کہا -

"لو - سن لیں - اب کیا کہتے ہو ؟"

"ایک آخری درخواست"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"کہو۔ آخری درخواست کیا ہے تمھاری؟"

"ہمیں رضوان شاہ سے بھی مل لینے دیں۔"

"اچھی بات ہے۔ پتا بتاؤ۔" جلال نور نے کہا۔

"تنویر روڈ۔ مکان نمبر ۹، گلی نمبر ۱۱۔"

ہم تنویر روڈ پہنچے۔ مکان نمبر ۹ کے دروازے پر دستک دی، لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ تین چار بار دروازہ دھڑدھڑانے پر ساتھ والے مکان کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی باہر نکلا۔ اس نے ناخوش گوار انداز میں کہا:

"کیا بات ہے جناب۔ کیوں لوگوں کی نیند خراب کر رہے ہیں؟"

"یہ۔ یہ آپ کے پڑوسی۔ ان سے ملنا ہے ذرا۔" میں بولا۔

"یہ قریباً دو گھنٹے پہلے مکان خالی کر گئے ہیں۔ آپ نے شاید دروازے پر لگا ہوا تالا نہیں دیکھا۔"

"اوہ!" ہمارے منہ سے نکلا۔ تالا دروازے کے نچلے حصے میں لگا ہوا تھا۔ اور تھا بھی تاریکی میں، اس لیے نظر نہ آسکا۔

"اب کیا کہتے ہو شوکی؟"

"ہم اب کیا کر سکتے ہیں۔ آپ دیکھ ہی سکتے ہیں۔ اس آدمی کا غائب ہو جانا بھی اسی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ سب ہمارے خلاف چکر چلایا گیا ہے۔"

"لیکن افسوس۔ اس بات کا آپ لوگوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔"

"ہم ثبوت حاصل کر سکتے ہیں، لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ ہمیں ثبوت حاصل کرنے کا موقع نہیں دے رہے۔"

"میں کیا کروں۔ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ قانون تو یہ کہتا ہے کہ میں تم لوگوں کو بند کر دوں۔"

"جیسے آپ کی مرضی، لیکن اتنا سوچ لیں۔ چار بے گناہوں کو حوالات میں بند کر کے آپ بھی سکھی نہیں رہ سکتے۔" اشفاق نے جل کر کہا۔

"میں سکھی رہوں گا۔ تم لوگ میری فکر نہ کرو۔"

"انکل راٹھور۔ آپ کیا کہتے ہیں؟"

"افسوس۔ اس مقام پر میں تمھارے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ ہاں میں عدالت میں بہت کچھ کر سکوں گا۔" انھوں نے کہا۔

"اس طرح تو ہمیں حوالات میں رہنا پڑے گا۔ آپ ایک کام کریں۔" میں نے کہا۔

"کہو۔" وہ بولے۔

"آپ آئی جی انوار عالم صاحب سے اسی وقت ملاقات کریں، انھیں حالات تفصیل سے بتائیں۔ ابھی دن نکلنے میں چند گھنٹے

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

ہیں۔ بس ہمیں دن نکلنے تک کی مہلت اگر وہ دلوا دیں۔ تو
ہم اصلی قاتل کو گرفتار کرا دیں گے۔ صاف ظاہر ہے۔ کوئی نہ
کوئی اس غریب کا قاتل ضرور ہے۔"

" اور وہ تم ہی ہو۔" جلالی نور نے فوراً کہا۔

" لیکن جناب۔ قتل کی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ کیا آپ
بتا سکتے ہیں۔ ہم نے اسے کیوں قتل کیا۔ وہ ہے کون۔ ان
باتوں کے بغیر ہم پر جرم ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں انکل"
میں نے جلدی جلدی کہا۔

" بالکل ٹھیک شوکی۔" اکبر راٹھور مسکرائے۔

" میں یہ باتیں تفتیش کے دوران معلوم کروں گا، تم فکر نہ
کرو۔ تم لوگوں کو حوالات میں بند کرنے کے لیے اتنا ہی
کافی ہے کہ میں نے تمھیں کمرۂ واردات سے رنگے ہاتھوں پکڑا
ہے۔ اور خنجر پر تمھاری انگلیوں کے نشانات بھی موجود ہیں
اور تم کیا چاہتے ہو۔"

" ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں اصلی قاتل کو پکڑنے کی
مہلت دی جائے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ اصلی قاتل پکڑا جائے۔"
میں نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

" میں جانتا ہوں۔ اصلی قاتل تم ہی ہو۔ ان حالات میں
میں کیوں نہ چاہوں گا کہ اصلی قاتلوں کو سزا ملے۔" وہ مسکرائے

" اچھا خیر۔ آپ کی مرضی۔ آپ اپنا زور لگا لیں، ہم اپنی
کوشش کر لیتے ہیں۔ انکل آپ اسی وقت آئی جی صاحب سے
ملاقات کریں۔"

" ٹھیک ہے۔ میں جا رہا ہوں، تم بے فکر رہو۔" وہ بولے
اور اپنی کار کی طرف لپکے۔

" اور میں انھیں حوالات میں بند کر رہا ہوں۔ آپ بھی فکر نہ
کریں۔" جلالی نور نے خوش ہو کر کہا۔

" اللہ مالک ہے۔" میں نے فوراً کہا۔

انکل اکبر راٹھور آئی جی انوار عالم صاحب کی طرف روانہ
ہو گئے۔ جلالی نور ہمیں پولیس اسٹیشن کی طرف لے چلے۔
اور ابھی ہم پولیس اسٹیشن میں داخل ہوئے ہی تھے کہ فون
کی گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ اس کو سن کر جلالی نور کا منہ
بن گیا۔ ریسیور اٹھاتے ہوئے انھوں نے کہا:

" انسپکٹر جلالی نور بول رہا ہوں۔"

وہ دوسری طرف کی بات سنتے رہے، پھر جلا کر ریسیور پٹخ
دیا اور بولے:

" ایک تو تمھارے سفارشی بہت ہیں۔ خیر۔ سن لو۔ صبح کا
سورج نکلتے ہی میں تم لوگوں کو گرفتار کر لوں گا۔"

" گویا ہمیں مہلت مل گئی۔ الحمدللہ۔" میں نے سنجیدہ انداز

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

میں کہا۔

"ہاں! جاؤ۔ میری نظروں سے دُور چلے جاؤ۔ کہیں میں غصّے میں تم پر گولی نہ چلا دوں۔" جلالی نور نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر انکل نن۔ جلالی نور صاحب۔" آفتاب نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور ہم باہر کی طرف مُڑ گئے۔

"دعویٰ تو ہم نے کر دیا۔ اب قاتل کو کس طرح پکڑیں۔ ہمارے تو فرشتوں کو بھی نہیں معلوم کہ قاتل کون ہے۔ بلکہ یہ بھی نہیں معلوم کہ مقتول کون ہے۔" اخلاق نے اُلجھن کے عالم میں کہا۔

"بالکل سیدھی سی بات ہے۔ قادر بخش نے سفید جھوٹ بولا ہے۔ پہلے تو ہمیں اس کو جا کر پکڑنا ہے۔" میں نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی۔" آفتاب چہکا۔

"لیکن اس سے بھی پہلے ہمیں ایک ٹیکسی کرنا ہو گی۔ صبح تک کے لیے۔" اشفاق بولا۔

"یہ بات بھی بالکل ٹھیک ہے۔"

جلد ہی ایک ٹیکسی ہمیں نظر آ گئی۔ میں نے اسے ہاتھ سے اشارہ دیا۔

"ہاں جناب۔ کہاں جانا ہے۔ خیال رہے۔ نصف سے زیادہ رات گزر چکی ہے۔ کرایہ ڈبل ہو گا۔"

"ہمیں سورج نکلنے تک ٹیکسی کی ضرورت ہے۔"

"اس صورت میں دو سو روپے لوں گا۔" اس نے کہا۔

"چلیے۔ ہمیں منظور ہے۔"

ہم فوراً ٹیکسی میں بیٹھ گئے اور جنگل میں اس جگہ پہنچے جہاں ہمیں مقتول کے ساتھ بند کیا گیا تھا۔ اس مکان کے نزدیک ہی ایک دُوسرا مکان تھا۔ اس میں روشنی ہو رہی تھی۔ ہم نے ٹیکسی ڈرائیور کو وہیں ٹھہرنے کی ہدایت کی اور اس مکان کے دروازے سے جا لگے۔ اندر کوئی کہہ رہا تھا:

"اری بھاگوان۔ ایسے کام دو چار اور مل گئے تو کھیتی باڑی کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں رہے گی۔ اتنے سے جھوٹ کے دس ہزار روپے دیے ہیں اس شریف آدمی نے۔"

"لیکن۔ یہ بھی تو سوچو۔ کہ تم نے چار بے گناہوں کو قتل کے کیس میں پھنسوا دیا۔"

"وہ بے گناہ ہیں تو عدالت انہیں خود چھوڑ دے گی۔ تم فکر نہ کرو۔"

میرا جیبی ٹیپ ریکارڈر یہ الفاظ ٹیپ کرتا چلا گیا۔ ہمارے سروں پر سے بوجھ اُترنے لگا۔ ہمیں اسی حالت

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

میں وہاں سے واپس مڑنا پڑا۔ ان سے کوئی بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی تھی۔ اب ہمیں پہلے یہ دیکھنا تھا کہ مقتول کون ہے۔ جب تک یہ معلوم نہ ہو جاتا۔ قاتل کے بارے میں سراغ لگانا مشکل تھا۔ لہٰذا ہم نے مردہ خانے کی طرف رخ کر لیا۔

ایک سُراغ

مُردہ خانے کے دروازے پر چوکیدار بیٹھا سو رہا تھا۔ میں نے اس کا شانہ پکڑ کر ہلایا۔ تو وہ بڑبڑا اٹھا:

"کک۔ کون۔ کیا بات ہے۔ کون ہو تم؟"

"یہاں ایک لاش لائی گئی ہے تھوڑی دیر پہلے۔ نا معلوم آدمی کی لاش۔"

"اچھا تو پھر۔"

"ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہیں اس لاش سے ہمارا تو کوئی تعلق نہیں۔"

"جاؤ۔ اندر جا کر دیکھ لو۔" اس نے اس طرح ہاتھ ہلایا جیسے مکھی اڑائی ہو، حالاں کہ رات کے وقت کسی مکھی کا دُور دُور تک پتا نہیں تھا۔

"بہت بہت شکریہ۔" آفتاب نے بھی اسی کے انداز میں ہاتھ ہلایا۔ اگر وہ نیند میں نہ ہوتا تو ضرور اس بات کو محسوس کر لیتا

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

اور شاید ہمیں اندر داخل نہ ہونے دیتا۔

ہم اندر داخل ہوئے۔ اندر درجہ حرارت بہت کم تھا۔ ہم نے کپکپاہٹ محسوس کی۔ صرف ایک میز پر ایک لاش پڑی نظر آئی۔ باقی میزیں خالی تھیں۔ لاش کی طرف بڑھتے ہوئے بھی ہم نے خوف محسوس کیا، لیکن اس کے نزدیک پہنچ ہی گئے۔

یہ وُہی لاش تھی۔ جو ہمارے ساتھ کمرے میں بند رہی تھی۔ اور جس کے قتل کا الزام ہم پر لگ چکا تھا۔ ہم نے اس کا بغور جائزہ لیا۔

"چہرہ جانا پہچانا سا ہے۔ یُوں لگتا ہے۔ جیسے اسے کہیں دیکھا ہے۔" میں بولا۔

"ہاں! میں بھی یہی محسوس کر رہا ہوں۔" آفتاب نے کہا۔

"اس کی مونچھوں کو اکھاڑ کر دیکھو۔" اچانک میں نے کہا۔

"جی کیا کہا۔ مُردے کی مونچھوں کو اکھاڑوں۔ ارے باپ رے۔"

"بھئی۔ یہ کاٹ نہیں کھائے گا۔"

"کیا بھروسا اس کا۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"اوہو۔ یہ بے چارہ تو ناک پر بیٹھی مکھی نہیں اڑا سکتا۔ تمھیں کیسے کاٹ کھائے گا۔"

"اگر آپ کہتے ہیں تو کھینچ کر دیکھ لیتا ہوں، لیکن اگر کل قیامت کے دن اس نے شکایت کی کہ مرنے کے بعد بھی اسے تکلیف دی گئی تو میں آپ کا نام لے دوں گا۔" اس نے ڈری ڈری آواز میں کہا۔

"اچھا بھائی لے دینا۔ میرا نام۔ ہمارے پاس وقت کم ہے۔"

آفتاب نے بسم اللہ پڑھ کر چٹکی میں مونچھ کو پکڑ کر ہلکا سا جھٹکا مارا، لیکن مونچھ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اب اس نے ذرا زور سے جھٹکا مارا، مونچھ پھر بھی نہ اکھڑی، تیسری بار اس نے اور زور لگایا تو مونچھ اکھڑ گئی۔

"ارے۔ بالکل نقلی مونچھ۔ حیرت ہے۔ لگ تو رہی تھی بالکل اصلی۔" آفتاب کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! اب دیکھو اس کو۔ یہ کون ہے۔" میں نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

انھوں نے غور سے چہرے کو دیکھا، پھر نفی میں سر ہلا دیے۔

"تو تم اب بھی اس کو نہیں پہچان سکے۔" میں نے جھلا کر کہا۔

"آپ تو اس طرح کہہ رہے ہیں جیسے پہچان گئے ہوں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"پہچانا تو خیر میں نے بھی نہیں۔"

"تو پھر ہم پر کیوں بگڑ رہے ہیں؟"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"اس لیے کہ کچھ نہ کچھ تو کرتے ہی رہنا چاہیے۔ ان مونچھوں کو پھر لگا دو۔"

آفتاب نے مونچھیں وہیں ٹکا دیں۔ چند منٹ تک اس کی طرف غور سے دیکھتے رہنے کے بعد بھی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اسے کہاں دیکھا ہے۔

"نہیں یاد آ رہا۔" آفتاب نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"اور آئے گا بھی نہیں۔" میں نے منہ بنا کر کہا۔

"اور آپ کو تو جیسے یاد آگیا ہے نا۔" آفتاب طنزیہ لہجے میں بولا۔

"آؤ چلیں۔ اس چہرے کو ذہن میں رکھنا۔" میں نے تنگ آ کر کہا۔

"لیکن کہاں چلیں۔" آفتاب بولا۔

"جانے کے لیے ہمارے پاس کئی جگہیں ہیں۔ تم آؤ۔"

ہم پھر ٹیکسی میں لد گئے۔ ڈرائیور اب حیرت زدہ نظر آ رہا تھا:

"کیا چکر ہے جناب؟"

"بس بھئی چکر نہ پوچھیں۔" میں بولا۔

"جی بہتر۔ اگر آپ بتانا نہیں چاہتے تو نہ بتائیں۔"

"ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ خیر۔ اب آپ گھوڑا چوک چلیں۔ کوٹھی نمبر ۹۱۳۔"

"جی بہتر۔"

کوٹھی نمبر ۹۱۳ کے سامنے پہنچ کر ہم نے دیکھا۔ کوٹھی وہی تھی۔ نقلی نور صاحب کے ساتھ ہم اس میں داخل ہوئے تھے۔ اور پھر بے ہوش ہو گئے، لیکن اب یہاں بھی تالا لگا نظر آ رہا تھا۔

"معلوم ہوتا ہے۔ بہت لمبا چوڑا جال بچھایا گیا تھا۔" میں نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"کم از کم ہم یہ تو معلوم کر ہی سکتے ہیں کہ یہ کوٹھی کس کی ہے۔" آفتاب بولا۔

"ہاں! ضرور کیوں نہیں۔" یہ کہ کر میں ٹیکسی سے اُترا اور ساتھ والی کوٹھی کی گھنٹی بجائی۔ تین بار گھنٹی بجانے پر دروازہ کھلا اور ایک لمبے، چوڑے اور موٹے آدمی کا چہرہ دکھائی دیا:

"ہاں جی۔ کیا بات ہے۔" لہجہ ناخوش گوار تھا۔

"یہ آپ کے پڑوسی۔" میں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"ہاں! کیا ہوا پڑوسی کو۔"

"کہاں گئے ہیں؟"

"اس میں کرائے دار رہتا ہے۔ پتا نہیں کہاں گیا ہے۔"

"کیا اکیلا ہی رہتا ہے؟"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"ہاں!" وہ بولا۔

"یہ کوٹھی ہے کس کی؟"

"میاں قمر دین کی۔ وہ ۲۰، راج نگر میں رہتے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

۲۰، راج نگر کے دروازے کی گھنٹی بجائی گئی۔ ایک بوڑھا آدمی باہر نکلا۔

"معاف کیجیے گا جناب۔ ہم نے آپ کو غلط وقت تکلیف دی۔"

"کوئی بات نہیں برخوردار۔ دوسروں کے کام آ کر مجھے خوشی ملتی ہے۔" اس نے کہا۔

"شکریہ۔ گھوڑا چوک میں کوٹھی نمبر ۲۱۳ آپ کی ہے؟"

"ہاں بالکل!"

"اور آپ نے وہ کرائے پر دے رکھی ہے۔"

"یہ بات بھی ٹھیک ہے۔"

"ہمیں آپ کے کرائے دار سے ایک بہت ضروری کام تھا، لیکن دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔"

"میں کیا کر سکتا ہوں بھلا۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! بات تو ٹھیک ہے۔ ویسے آپ اس کے بارے میں بتا تو سکتے ہیں۔ وہ کون ہے۔ اس کا نام کیا ہے؟"

"اگر آپ اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے تو پھر

اس سے ملنا کس سلسلے میں چاہتے ہیں۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"جی بس کیا بتائیں۔ ایک بہت ہی عجیب معاملہ ہے۔ تفصیل بتانے میں بہت وقت لگ جائے گا۔"

"خیر۔ کوئی بات نہیں۔ اس کا افسوس ہے کہ میں آپ کی مدد نہیں کر سکا۔"

ہم وہاں سے ہٹ کر ٹیکسی میں آ بیٹھے۔

"اب کہاں چلیں؟" میں بولا۔

"آپ ہی بتائیں گے۔ ہماری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

"میں ایک ترکیب بتا سکتا ہوں۔ ہم قادر بخش کی گفت گو ٹیپ کر چکے ہیں۔ اسے گرفتار کروا دیتے ہیں۔ وہ خود ہی اگل دے گا کہ اس سے یہ کام کس نے کروایا ہے۔" آفتاب بولا۔

"اور اگر اس نے بتایا کہ کسی نا معلوم آدمی نے یہ کام اس سے لیا ہے، جس نے نقاب اوڑھ رکھا تھا تو پھر۔" میں نے کہا۔

"اس طرح بھی ہم بے گناہ تو ثابت ہو جاتے ہیں۔"

"معاملہ صرف بے گناہ ثابت ہونے کا نہیں۔ اس کا تو اب کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ ہم نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے قاتل کو گرفتار کروا دیں گے۔"

"پھر آپ ہی بتائیے۔ کیا کریں۔"

"چلو بھئی۔ پھر گھوڑا چوک۔" میں نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"گھوڑا چوک - اب پھر وہاں جا کر کیا کریں گے؟"

"ہم اس کوٹھی میں داخل ہوتے ہی بے ہوش ہو گئے تھے - اور اب وہاں تالا لگا ہوا ہے - ہم نے اب اس کا اندر سے جائزہ نہیں لیا - جلالی نور صاحب بھی ہمیں وہاں لے جانا بھول گئے - لیکن ہمیں تو چاہیے کہ اس کا اندر سے جائزہ لے لیں۔"

"اوہ ہاں! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" آفتاب کی آواز میں پہلی مرتبہ جوش محسوس ہوا -

گھوڑا چوک پہنچ کر ہم ٹیکسی سے اترے ہی تھے کہ ڈرائیور بولا:

"آپ کوئی غیر قانونی کام کرنے کے چکر میں تو نہیں ہیں؟"

"نہیں بھائی - آپ پریشان نہ ہوں۔" میں نے کہا اور ہم چاروں اس گیٹ کے اوپر سے دوسری طرف اتر گئے، پھر اس درخت کے ذریعے چھت پر پہنچے، لیکن اب وہاں رسی کی سیڑھی نہیں تھی - اور زینہ بھی بند تھا -

"لیجیے - اب لگائیے چھلانگ۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"ہم نے غلطی کی - ہمیں انکل کاشان کو اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہیے تھا - ایک تو اس ٹیکسی سے نجات مل جاتی، دوسرے ہر کام اطمینان سے کر سکتے تھے۔" میں نے منہ بنا کر کہا -

"تو اب کیا ہو گیا - یہ کام تو ہم اب بھی کر سکتے ہیں۔" آفتاب بولا -

"ہاں ٹھیک ہے - تم کسی پبلک فون بوتھ سے انھیں فون کرو - مختصر حالات سناؤ اور یہاں پہنچنے کی درخواست کرو۔"

"بہت بہتر۔"

آفتاب نے کہا اور واپس مڑ گیا - آدھ گھنٹے بعد انکل کاشان ہمارے پاس کھڑے تھے اور میں تمام حالات انھیں تفصیل سے سنا رہا تھا -

"تو اب تم اس کوٹھی کا جائزہ لینا چاہتے ہو؟"

"جی ہاں!"

"اب غیر قانونی کام ہی کرنا پڑے گا - تلاشی کا اجازت نامہ حاصل کرنے میں تو دیر لگے گی۔"

"آپ باہر ہی رہیں - غیر قانونی کام ہمیں کرنے دیں - بس ایک عدد رسی کی سیڑھی مل جائے۔"

"ایسی ایک چیز - میری جیب میں موجود ہے۔" انھوں نے کہا -

جیب میں گرہ دار رسی موجود تھی - اسے نیچے لٹکایا گیا -

"صرف میں نیچے اتروں گا - تم لوگ اوپر ہی ٹھہرو۔" میں

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

نے کہا اور رسی پکڑ کر اُتر گیا۔ اندر بلب روشن تھا۔ اب
میں اسی کمرے کی طرف بڑھا۔ جس میں نور صاحب نے ہمیں
داخل کیا تھا۔ کمرہ بالکل خالی پڑا تھا۔ البتہ فرش پر ہمارے
جوتوں کے نشانات ضرور موجود تھے۔ اور ایک طرف سگریٹ
کا ایک خالی پیکٹ پڑا تھا۔ میں نے سگریٹ کا پیکٹ اُٹھا کر
دیکھا اور پھر جیب میں رکھ لیا۔

باقی کوٹھی کا بھی جائزہ لیا۔ لیکن کہیں کچھ نہ ملا۔ آخر
مایوس ہو کر لٹکتی رسی کی طرف آیا اور پھر ٹھٹک کر رُک
گیا۔ صحن میں ایک چیز پڑی تھی۔ یہ ایک رُومال تھا۔
خوب صورت سا رُومال۔ میں نے رُومال بھی اُٹھا کر جیب میں
رکھ لیا۔ میری رگوں میں خون اب بہت تیزی سے دوڑنے
لگا۔ میں رسی پکڑ کر لٹک گیا اور اُوپر چڑھنے لگا۔

"کچھ ملا بھائی جان؟" آفتاب نے بے تابانہ انداز میں کہا۔

"سگریٹ کا ایک خالی پیکٹ اور ایک رُومال۔"

"بس!" آفتاب نے منہ بنایا۔

"ہاں! پوری کوٹھی خالی پڑی ہے۔ اس میں کچھ بھی
نہیں ہے۔"

"گویا ہمیں بالکل کامیابی نہیں ہوئی۔"

"میں تو یہ نہیں کہہ سکتا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"جی! کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"لو۔ دیکھو۔ یہ ہے پیکٹ۔ اور یہ رہا رُومال۔" میں نے
دونوں چیزیں نکال کر ان کے سامنے کر دیں۔ ٹارچ کی
روشنی میں وہ ان کا جائزہ لیتے رہے۔ آخر آفتاب نے کہا:

"مجھے تو ان میں کوئی خاص بات نظر نہیں آئی۔"

"ابھی کچے جاسوس ہو، اس لیے۔" میں مسکرا دیا۔

"تو کیا۔ آپ کو ان میں خاص بات محسوس ہوئی ہے۔"

"ہاں! بہت خاص بات۔ ہم نے نور صاحب کا وہ مکان
ابھی تک چیک نہیں کیا۔ جس میں ہم نے اس سے ملاقات کی تھی۔"
میں نے سرسری انداز میں کہا۔

"اس کو بھی چیک کر لیتے ہیں، لیکن پہلے ان دونوں چیزوں
کے بارے میں تو بتائیے۔" آفتاب بولا۔

"ابھی نہیں۔ پہلے دل بہار کالونی۔"

دل بہار کالونی والے مکان کے دروازے پر بھی تالا نظر آیا:

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ ہر طرف تالے نظر آ رہے ہیں۔ اب
کیا کریں؟" میں بڑبڑایا۔

"پہلے دائیں بائیں۔ پڑوسیوں سے معلوم کرتے ہیں، پھر
ضرورت محسوس ہوئی تو تم اندر داخل ہو جانا۔" انکل کاشان
مُسکرائے۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

دستک کے جواب میں پڑوسی نے بتایا کہ مکان کرائے پر
چڑھا ہوا ہے، لیکن کرائے دار کبھی کبھار ہی اس میں نظر
آتا ہے۔ اب میں نے اس میں داخل ہونے کی ضرورت محسوس
کی۔ انکل کاشان کی مدد سے میں اندر داخل ہوا۔ مکان کا
جائزہ لیا۔ جس کمرے میں نور صاحب نے ہم سے ملاقات کی
تھی۔ وہ کمرہ جُوں کا تُوں نظر آیا۔ البتہ وہاں سگریٹ کا ایک
پیکٹ پڑا ملا۔ بالکل ویسا ہی پیکٹ۔ میں نے یہ پیکٹ بھی اٹھا
کر جیب میں رکھ لیا اور باہر کا رُخ کیا۔

"کچھ ملا بھائی جان؟"

"ویسا ہی سگریٹ کا ایک پیکٹ۔" میں نے مسکرا کر جواب
دیا۔

"اوہ! اس کا مطلب ہے۔ کڑیاں آپس میں ملنے لگی ہیں۔"

"لگی ہیں کیا۔ مل چکی ہیں۔" میں بولا۔

"اوہ!" وہ ایک ساتھ بولے۔

"تو پھر۔ اب کہاں چلنا ہے شوکی؟" انکل کاشان بولے۔

"انسپکٹر جلالی نور صاحب کے پاس۔"

"نور صاحب۔" آفتاب کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! یہ بھی اتفاق ہے۔ جلالی نور صاحب کا نام ہمارے
اس کیس کے مُجرم سے ملتا جلتا ہے۔" میں نے کہا، پھر جلدی سے
بولا:

"اور انکل۔ انکل راٹھور کو بھی فون کر دیں۔ وہ بھی پولیس
اسٹیشن پہنچ جائیں۔"

"گویا تم مُجرم کو گرفتار کرانے کے لیے تیار ہو چکے ہو۔" انکل
کاشان نے پُرجوش انداز میں کہا۔

"جی۔ جی ہاں۔ بالکل۔" میں نے پُرسکون آواز میں کہا۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

گہرا منصوبہ

انسپکٹر جلالی نور تھانے میں موجود تھے۔ ہمیں دیکھ کر چونک اُٹھے:

"تت۔ تو کیا۔ تو کیا۔" وہ ہکلا کر رہ گئے۔

"جی ہاں۔ ہم کیس مکمل کر چکے ہیں۔"

"تب پھر۔ قاتل کون ہے؟ مقتول کون ہے؟"

"ابھی بتاتے ہیں۔ انکل راٹھور بس آتے ہی ہوں گے۔"

"ہیں۔ بہت حیرت محسوس کر رہا ہوں۔" وہ بولے۔

"شوق سے کیجیے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" میں بولا۔

آخر انکل راٹھور بھی آ گئے:

"کیا معاملہ ہے بھئی؟"

"ان کا کہنا ہے۔ کیس مکمل کر چکے ہیں۔" انسپکٹر جلالی نور نے کہا۔

"اوہ۔ کیا واقعی۔"

"جی ہاں انکل۔"

"تو پھر۔ کون ہے مجرم؟ اور مقتول کون ہے؟"

"یہاں مزا نہیں آئے گا۔ آپ لوگوں کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم تیار ہیں۔"

ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور ۹۰۳ گرامی بلڈنگ پہنچے۔ آفتاب نے گھنٹی بجائی۔ ایک منٹ بعد نور صاحب کی صورت نظر آئی:

"آپ لوگ۔ پھر آ گئے۔"

"جی بس۔ آخری بار آئے ہیں۔"

"فرمائیے۔ اب کیا ہے۔" اس نے کہا۔

"ہمیں ڈرائنگ روم میں لے چلیے۔ اور مسٹر غیاث باچا کو جگا دیجیے۔"

"بات کیا ہے؟" اس نے اُلجھن کے عالم میں کہا۔

"بات ہی بتانے آئے ہیں، فکر نہ کریں۔"

"اچھی بات ہے۔ آئیے۔"

اور وہ ہمیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلا گیا۔ جلد ہی غیاث باچا اندر داخل ہوا، اس کی آنکھوں میں نیند نظر آ رہی تھی۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

" مسٹر نور صاحب کو بھی یہیں بلا لیں۔"

" بات کیا ہے؟" وہ اُلجھن کے عالم میں بولا۔

" ابھی بتاتے ہیں۔"

غیاث باچا نے نور صاحب کو بھی کمرے میں بلا لیا۔

" انکل جلالی نور۔ کیا آپ مجرموں کو گرفتار کرنے کے لیے تیار ہیں؟" میں بولا۔

" یہ بھی کوئی پُوچھنے کی بات ہے۔"

" تو پھر کیجیے گرفتار۔"

" کس کو گرفتار کروں۔ تُمھیں۔" انھوں نے جل کر کہا۔

" نہیں۔ ان دونوں کو۔" میں نے غیاث باچا اور نور صاحب کی طرف اشارہ کیا۔

" افسوس ۔ ہماری بقایا فیس ماری گئی۔" آفتاب بولا۔

" چُپ رہو۔ تمھیں فیس کی پڑی ہے۔ یہاں قاتل بنتے بنتے بچے ہیں۔" اشفاق نے جھلا کر کہا۔

" آپ کیا کہ رہے ہیں جناب۔ دماغ تو نہیں چل گیا آپ کا۔" غیاث باچا نے منہ بنا کر کہا۔

" نہیں۔ البتہ آپ کا ضرور چلنے والا ہے دماغ۔"

" اچھا۔ ذرا وضاحت کریں۔"

" مسٹر نور صاحب قاتل ہیں۔ اور آپ اس کے معاون ۔۔ یہ جرم آپ دونوں نے مل کر کیا ہے۔ اور بطور قاتل ہمیں پھنسوانے کی سازش کی ہے۔"

" بات پلے نہیں پڑی۔" انسپکٹر جلالی نور بولے۔

" اچھا تو پھر تفصیل سے سُنیے۔ آپ نے اور نور صاحب نے مل کر ایک پروگرام بنایا۔ اس پروگرام میں اس شخص کو قتل کرنا شامل تھا۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ قاتل کہاں سے پیدا کیا جائے۔ تو بطور قاتل آپ کو ہم فٹ نظر آئے۔ پہلے نور صاحب ہم سے ملے۔ اور ایک کہانی سُنائی۔ پھر غیاث باچا صاحب ہم سے ملے۔ اور ایک اور عجیب کہانی ہمیں سُننا پڑی۔ یہ دونوں ہمیں میک اَپ کر کے ملے۔ دونوں کہانیوں کی تفصیل آپ کو معلوم ہی ہے۔ ہم نے کیس پر کام کرنا منظور کر لیا۔ اور نور صاحب کے ساتھ کوٹھی میں داخل ہوئے، لیکن ہمارے خلاف تو جال بچھایا گیا تھا؛ چنانچہ ہمیں بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر رات کی تاریکی میں ہمیں کار میں ڈال کر جنگل والے اس مکان میں پہنچایا گیا۔ مقتول کو بھی وہاں لے جایا گیا اور اس کی کمر میں خنجر اُتار دیا گیا۔ وہ بھی بے ہوش رہا ہو گا۔ پھر خنجر پر میری اُنگلیوں کے نشانات بنائے گئے۔ دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔ قادر بخش کو دس ہزار روپے دے کر پولیس اسٹیشن بھیجا گیا۔ اس سے بھی پہلے ہی بات طے کر لی گئی تھی۔ وہ ایک لالچی آدمی ہے۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

"ارے!" آفتاب، اخلاق اور اشفاق چلّا اُٹھے۔

"ہاں! نور صاحب کو غیاث باچا کے پاس ملازمت کرتے کئی سال ہو گئے تھے۔ یہ جرائم پیشہ ذہن کا آدمی ہے۔ رضوان شاہ اس کا ساتھی ہے۔ دونوں مدّت سے یہ منصوبہ سوچ رہے تھے کہ کسی طرح غیاث باچا کی جگہ لے لیں۔ اس طرح کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ اور آخر انھوں نے یہ منصوبہ ترتیب دیا۔ شکار کے طور پر انھیں ہم فٹ نظر آئے، لیکن یہ صرف ایک رومال اور سگریٹ کے خالی پیکٹ کے ذریعے پکڑے گئے۔"

"اوہ۔ اوہ۔"

"جی ہاں۔ نور صاحب جب ہمارے دفتر میں آیا تو سگریٹ پی رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہی سگریٹ تھا۔ جس کا پیکٹ مجھے گھوڑا چوک والی کوٹھی میں ملا۔ وہیں سے مجھے رضوان شاہ کا رومال ملا۔ جب یہ حضرت ہم سے ملنے دفتر میں آئے تھے تو ان کے ہاتھ میں یہی رومال تھا۔ اور اس طرح کہانی کے تمام تانے بانے ملتے چلے گئے۔ اب اگر مزید ثبوت حاصل کرنا ہے تو رضوان شاہ کا چہرہ میک اپ کے کسی ماہر سے چیک کرا لیا جائے۔ اس سلسلے میں انھوں نے ضرور کسی ماہر کی مدد حاصل کی ہے۔ اسے بھی بھاری رقم دی ہو گی۔ جھوٹ بولنے پر تیار ہو گیا۔ اس طرح ہمارے خلاف قتل کا ڈرامہ تیار ہو گیا۔ اور ہم پھنس گئے، لیکن یہ دونوں ایک بات بھول گئے۔ اور وہ یہ کہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ انھوں نے اس شخص کو قتل کیوں کیا اور وہ ہے کون، میرا خیال ہے۔ آپ یہ بات جاننے کے لیے بے چین ہو چکے ہوں گے۔" یہ کہہ کر میں رُک گیا۔

"ہاں شوکی۔ یہی بات ہے۔" انکل راٹھور جلدی سے بولے۔

"تو پھر سُنیے۔ مقتول کا نام ہے۔ غیاث باچا۔"

"کیا!!!" وہ سب ایک ساتھ چلّائے۔

ان کے چہروں پر اس وقت حیرت کا ایک سمندر موجیں مارتا نظر آیا۔

"یہ۔ یہ تم نے کیا کہا شوکی۔ مسٹر غیاث باچا تو ہمارے سامنے موجود ہیں۔"

"یہ غیاث باچا نہیں ہیں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر۔ یہ کون ہے؟"

"مسٹر رضوان شاہ۔"

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

گی۔ ادھر انھوں نے غیاث باچا کے چہرے پر بھی میک اپ
کیا۔ اگر میک اپ نہ کیا جاتا تو ان کا بھانڈا فوراً ہی پھوٹ
جاتا، لیکن ایک بات ہے۔ میک اپ بہت پختہ انداز میں کیا
گیا۔ تاکہ غلطی نہ کھل جائے۔" یہاں تک کہہ کر میں خاموش ہو گیا۔

"میں اب بھی اُلجھن محسوس کر رہا ہوں۔" انسپکٹر جلالی نور بولے۔

"اب کیسی اُلجھن محسوس کر رہے ہیں؟" میں نے منہ بنایا۔

رضوان شاہ نے غیاث باچا صاحب کی جگہ تو لے لی، لیکن
یہ بنکوں سے رقوم کس طرح نکلوا سکتے ہیں۔ جب تک یہ اس
قابل نہ ہوں۔ جگہ لینے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

"یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ ان کے لیے سب سے بڑی
آسانی یہ تھی کہ غیاث باچا تنہا آدمی تھا۔ پھر نور صاحب کئی
سال سے اس گھر میں ہیں۔ انھوں نے رضوان شاہ کو بھی
کسی بہانے یہیں رکھا ہوا ہو گا۔ اپنا بھائی وغیرہ کہہ کر۔
دونوں نے اس دوران اپنے منصوبے کے مطابق غیاث باچا
کی ہر بات کی نقل کرنے کی مشق کی ہو گی۔ انھوں نے اس
کے دستخط کرنے کی مشق بھی کی ہو گی اور جب دستخطوں کی طرف
سے اطمینان ہو گیا ہو گا۔ اس وقت انھوں نے منصوبے پر
عمل شروع کیا۔ اور پھر غیاث باچا کے دستخطوں سے انھوں نے
بنک سے خاطر خواہ رقم بھی نکلوا لی۔"

"اُف مالک۔ اتنا گہرا منصوبہ۔" اکبر باشعور بولے۔

"ہماری قسمت میں گہرے منصوبے ہی رہ گئے ہیں انکل۔
کیا کریں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

اور سب مسکرانے لگے۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

ایک لاکھ کا کیس

کا انعامی سوال

س: آپ کو مقتول کے بارے میں اندازہ کون سے صفحے پر ہوا؟

- پانچ قارئین کو آیندہ دو ماہ کے ناول انعام میں دیے جائیں گے۔
- موصول ہونے والے تمام درست جوابات کی قرعہ اندازی کی جائے گی۔
- جواب کاپی سائز کاغذ پر لکھیں۔
- ہر کاغذ پر اپنا نام اور پتا ضرور لکھیں۔
- تمام جوابات ایک ہی لفافے میں ارسال کیے جا سکتے ہیں۔
- جوابات ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک وصول کیے جاتے ہیں۔

ادارہ

ایک ہزار روپے کا نقد انعام

پہلے سو درست جوابات میں قرعہ اندازی کے ذریعے ایک انعام دیا جائے گا

آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ، آفتاب، آصف، فرحت اور شوکی برادرز کی مشترکہ مہم ۱۲۶

خطرناک دس

مصنف: اشتیاق احمد

- شوکی برادرز کو صدر مملکت کا اچانک بلاوا۔
- ایوانِ صدر کے سامنے محمود، فاروق اور فرزانہ سے سامنا
- ایوانِ صدر میں آفتاب، آصف اور فرحت بھی موجود۔
- حلیے درست کرنے کے لیے شوکی برادرز کو غسل خانوں کا رُخ کرنا پڑا، لیکن۔
- اس لیکن سے ایک ہنگامہ خیز کہانی کی ابتدا۔
- انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کہاں تھے؟
- اس سوال کی گونج آپ اپنے ذہنوں میں محسوس کریں گے۔
- چار حصّوں پر مشتمل مشترکہ مہم۔ آپ ترتیب سے پڑھنے کا ضرور خیال رکھیں۔

قیمت فی حصہ ۶/۵۰ روپے

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

آئندہ ناول کی ایک جھلک

متفرق سلسلہ ۳۵

قاتل کی تلاش

مصنف : محمد عادل منہاج

- ایک نئے مصنف سے تعارف حاصل کیجیے۔
- قاتل کی تلاش پڑھتے ہوئے آپ کو ایک احساس بار بار ہوگا۔
- کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ احساس کیا ہے۔
- سیٹھ صاحب کی کوٹھی کے سامنے ایک لاش عجیب رُخ سے پڑی تھی
- قاتل کون تھا۔ اس نے قتل کیوں کیا تھا۔
- تین نئے کرداروں سے ملیے۔ جو شاید آپ کو نئے محسوس نہ ہوں۔

قیمت : ۶/۵۰ روپے

ہاتھ کا سُراغ

کا انعام

سوال یہ تھا : آپ کو مجرم پر شبہ ناول کے کس صفحے پر ہوا؟
جواب : مجرم پر آخر تک شبہ نہیں ہو سکا۔

قرعہ اندازی کے بعد انعام پانے والے پانچ قارئین :

۱) محمد اظہر انعام، بی-۴ ہاؤسنگ کالونی، ڈی ڈی ٹی فیکٹری، نوشہرہ
۲) عظیم الدین قریشی، ۴/۱۷ ای-وی پاپوش نگر، چاندنی چوک، ناظم آباد، کراچی۔
۳) سید تصور حسین، شاہ فیصل پلازہ، بلاک بی، نارتھ ناظم آباد، کراچی۔
۴) مسرت معرفت صلاح الدین انجم، حیدرآباد۔
۵) اظہر علی، مکان نمبر ۹، گلی نمبر ۱۲، مین بازار، مجاہد آباد، مغل پورہ، لاہور۔

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

خطوط کے آئینے میں

مخدوم برادر حضرت حاجی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی! مرزا غلام قادیانی کی تحقیقی واقعاتی داستان کی دو سو کاپیاں موصول ہوئیں۔ اپنی نوعیت کی موزوں ترین اور مفید ترین تعلیمی خدمت ہے۔ صرف کالج کے طلبا میں تقسیم کر رہا ہوں، اس شرط پر کہ اسے پڑھ کر دوسروں کو پڑھائیں اور اس جد و جہد میں عالمی مجلس کا ساتھ دیں کہ قادیانی ٹیچر سکولوں میں نہیں ہونے چاہییں۔ اس سلسلہ میں بہت پُرامید ہوں کہ طلبا یہ تحریک چلائیں گے اور ضرور چلائیں گے کہ محکمہ تعلیم میں مرزا قادیانی مردود کے ٹولے کے گستاخ نہیں ہونے چاہییں۔

بہاول نگر کے آٹھ ہزار طلبا نے توہینِ شعائر اسلامی کے خلاف بہت بڑا جلوس نکالا اور سارے شہر میں جہاں جہاں قادیانیوں نے کلمہ طیبہ اور آیات قرآنیہ لکھی تھیں، دو گھنٹے کے نوٹس پر عمل کروایا۔

احقر آج کل زیادہ باہر ٹور پر رہتا ہے، ڈاک کا کام بھی بہت بڑھ گیا ہے، ان حالات میں خط لکھنے میں تاخیر ہو گئی۔ آپ کا خط موصول ہوئے چوتھا روز ہے۔ رات بارہ بجے رحیم یار خان سے آیا ہوں اور سب سے پہلے آپ کو عریضہ ارسال کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ ہر طرح بعافیت ہوں گے۔ اللہ کریم مزید توفیق بخشیں اور مزید سعادت مندیوں سے نوازیں، تمام امور دُنیا و آخرت میں آپ کے حامی و ناصر ہوں۔ والسلام:

عزیز الرحمٰن، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان

محترم جناب اشتیاق احمد

السلام علیکم! آپ کے ادارہ انجمن دعوتِ فکر و عمل کے بارے میں پڑھا، پڑھ کر دلی مسرت ہوئی۔ میں بی ایس سی کا طالب علم ہوں۔ انجمن کا رُکن بن کر ملک و قوم اور اسلام کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، لہٰذا مجھے جلد از جلد فارم رُکنیت بھیج دیں۔

حافظ غفران احمد نیر معرفت شاہد جنرل سٹور، جسٹس حمید کالونی، نشتر روڈ، ملتان

محترمی!

نیکی اور پوچھ پوچھ۔ ارے بھئی نیکی کر دریا میں ڈال۔ نیکی میں دیر کیسی۔ آج کے زمانے کے حساب سے انجمن دعوتِ فکر و عمل

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

کا قیام اللہ تعالیٰ کی رحمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ جس طرح بھول رہے ہیں اور مغرب کی طرف رواں دواں ہیں، اس کے لیے کسی ایسی ہی انجمن کا قیام بے حد ضروری ہے۔ ہمیں احساس ہے کہ ہم اور دوسرے لوگ تباہی کے جس گڑھے کی طرف جا رہے ہیں، وہاں سے واپسی کا راستا ہمیں امریکہ اور روس نہیں بتا سکتا۔ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرنے سے خود بخود مل جائے گا۔ آپ ہمیں بتائیں کہ ہم کیا کریں۔ اگر آج کسی سے دین کی باتیں کی جائیں تو اس کا منہ بن جاتا ہے۔ آپ جو لٹریچر بھیجیں وہ اس قسم کا ہو کہ لوگ ہماری بات سُننے بلکہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہی انجمن دعوتِ فکر و عمل کی کامیابی ہو گی۔ میں اس انجمن میں شامل ہونے کا اشتیاق رکھتا ہوں۔ رکنیت کا فارم بھیج دیں۔ شکریہ!

شکور احمد شیخ، ۲۸۷/۲ بہادر آباد سوسائٹی، گلی نمبر ۱۵، کراچی نمبر ۵

پیارے انکل اشتیاق احمد

السلام علیکم! امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے، مگر آپ کے بہت سے قاری جن میں ہم بھی شامل ہیں، صرف آپ کی وجہ سے در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں، کیوں کہ آپ تو ناول لکھ کر آرام سے بیٹھ جاتے ہیں اور ہم آپ کے ناولوں کے لیے کہاں کہاں کی خاک نہیں چھانتے۔ اور جب ہم یہ سب کر رہے ہوتے ہیں تو آپ اپنے گھر میں بیٹھے آرام سے "چائے کا کپ" پی رہے ہوتے ہیں۔ ہم ہر ماہ آپ کے ناولوں کے انتظار میں بے چین ہوتے ہیں۔ جب مہینے کے ناول لینے جاتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ ناول تو ختم بھی ہو گئے! چناں چہ جب اس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو ہم نے سوچا کہ جس دن ناول آنے والے ہوں گے، اُس دن ہم صبح سویرے ہی بک اسٹال پر کھڑے ہو جائیں گے۔ اور پھر کیا بھی یہی۔ لیکن ہائے ہماری قسمت، وہ دکان جس کے سامنے ہم کھڑے تھے، شام تک نہ کھلی۔ ہم مایوس ہو کر جب واپس گھر جانے لگے اور ایک دکان کے قریب سے گزرے تو ریڈیو پر یہ اعلان نشر ہو رہا تھا۔ ایک لڑکا جس کی عمر چودہ سال، رنگ گندمی، سفید رنگ کی قمیض شلوار اور پاؤں میں کالے رنگ کے سینڈل پہنے ہوئے ہے۔ صبح سے لاپتا ہے، جس صاحب کو بھی ملے، براہ کرم فوراً قریبی تھانے یا اس پتے پر اطلاع دیں، اس کو معقول انعام دیا جائے گا، شکریہ! جب میں نے اپنے گھر کا پتا سنا اور

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

اپنے حلیے پر نظر ڈالی تو میرے جسم میں تھرتھری دوڑ گئی اور
میں نے پوری قوت کے ساتھ اپنے گھر کی طرف دوڑنا شروع
کر دیا۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہے۔ فقط
آپ کا غمزدہ بھتیجا:
عرفان مقدر، ۹/۱۰ ایچ اے، الاعظم اسکوائر، ایف بی ایریا، کراچی

بھائی اشتیاق احمد

السلام علیکم! آپ کے ناولوں سے مجھے دین اسلام میں
ہر طرف روشنی ہی روشنی نظر آ رہی ہے، کیوں کہ آپ کے
ناول وطن کی محبت اور دین کا پیغام لیے ہوئے ہوتے
ہیں، اس لیے پاکستان میں بکثرت پڑھے جاتے ہیں۔ اس
لیے ہمارے نوجوان طبقے میں وطن اور دین کے لیے کافی جوش
اور ولولہ پایا جاتا ہے۔ لیکن نوجوان نسل کا ایک حصہ منشیات
کا عادی ہو چکا ہے۔ کیا ہم اس نشے اور منشیات سے
نجات پا سکتے ہیں؟ یہ سوال ہر وقت میرے ذہن میں گونجتا
رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک ہدایت دے۔ آمین!
پرنس جاوید عبدالمجید، کراچی

انکل اشتیاق احمد

السلام علیکم! آپ ہم سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکیں
لیکن جانور سمجھ کر نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ ہم تو آپ کے
سر منڈلاتے ہیں، لیکن آپ ہمارے ساتھ سرد مہری سے
پیش آتے ہیں اور بڑے شہر والوں کو سر آنکھوں پر بٹھاتے
ہیں۔ یہاں تو یہی مثل صادق آتی ہے کہ چراغ تلے اندھیرا۔
اگر کبھی رنگ بدل بھی لیں تو ہمیں سبز باغ دکھاتے ہیں
اور ہم شتر بے مہار کی طرح منہ اٹھاتے آپ کے جھانسے میں
آ جاتے ہیں اور آپ کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے
ملانے شروع کر دیتے ہیں، دل بلیوں اچھلتا ہے کہ آپ
حاتم کی قبر پر لات مارتے ہوئے ہمارے خطوط کی تابڑ توڑ
یورش سے بوکھلا کر ہتھیار ڈال دیں گے اور ہمارے خطوط
پے در پے شائع کرنے شروع کر دیں گے۔ لیکن آپ نے ہمیں
نہ تین میں رکھا نہ تیرہ میں۔ سچ کہتے ہیں جس کی لاٹھی اس کی
بھینس، یعنی تعریف کی لاٹھی سے خط شائع کرواؤ، لیکن خیر
بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی، کبھی تو ہمارا خط
شائع ہو ہی جائے گا۔
یوں معلوم ہوتا ہے جیسے آپ کو خط کا جواب دینے
کے لیے کہنا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔
آہ! نہ جانے کب بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹے گا اور ہمارے

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/

خط کو شائع ہونے کا اعزاز ملے گا۔ ہم بھی اس وقت تک پاپڑ
بیلیں گے، جب تک آپ ہماری باتوں میں نہیں آ جاتے۔
سی مون کی واپسی کی کیا تعریف کریں، کیوں کہ وہ ہے ہی
قابلِ تعریف ــــ والسلام:
محمد امجد، محمد ارشد حضرت عمر سٹریٹ، محلہ احمد نگر، جھنگ روڈ، جھنگ صدر

پیارے انکل اشتیاق احمد
السلام علیکم! میں نے آپ کے کئی انعامی سوالوں کے
جواب دیے، لیکن آج تک میرا کوئی انعام نہیں نکلا، جو
کوئی آپ کی مخالفت کرتا ہے کہ آپ انعام اپنے رشتے داروں
کو دیتے ہیں، آپ اس کو انعامی پیکٹ روانہ کر دیتے ہیں،
اور اس کا بھی منہ بند کر دیتے ہیں۔ وہ آپ کی تعریف کرنا
شروع کر دیتے ہیں۔ آپ اپنی تعریف سن سن کر پھول کر
کپا ہو جاتے ہیں۔ ویسے آپ نے اپنی تعریف کا اچھا طریقہ
اختیار کیا ہے۔ میں نے آج تک اتنے پیسے آپ کے ناولوں
پر خرچ کیے، گھر والوں سے جھڑکیاں کھائیں، لیکن ملا کیا؟
اس خط کو جلدی سے جلا دیں، کیوں کہ یہ تنقید سے بھرا ہوا
خط آپ شائع کرنے سے تو رہے۔ اب اس شعر کے ساتھ
اپنے خط کو ختم کرتا ہوں:

ایک ہی حسرت رہی دل کے خیال میں
نام میرا کبھی آئے گا انعامی سوال میں
آپ کا پرانا قاری:
وسیم عباس ولد شیخ غلام عباس مینجر باٹا شوز شور کلاں بازار، سیالکوٹ

ڈیر انکل اشتیاق احمد
السلام علیکم! آپ نے سی مون کی واپسی کے شروع میں لکھا ہے
کہ آپ ایسا سلسلہ شروع کر رہے ہیں جس کے ذریعے جو لڑکیوں
کو خط لکھتے ہیں، ان کے نام بے غیرت بے شرم کے عنوان سے
شائع کیے جائیں گے۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم پوائنٹ کی طرف
دلانا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی شخص کسی لڑکی کو خط لکھے اور
آخر میں اپنی بجائے کسی ایسے شخص کا نام پتا لکھ دے جس
سے اس کو کوئی عناد یا دشمنی ہو۔ آپ کو تو اصل بات کا پتا
نہیں ہو گا۔ اور اس طرح کسی بے گناہ کا نام اس لسٹ میں
شامل ہو جائے گا۔ مہربانی فرما کر اس بات کی طرف توجہ دیں۔
سی مون کی واپسی بہت زبردست ناول تھا۔ والسلام:
ساجد محمود معرفت فیاض فوٹو گرافر، مین بازار، دولت نگر، سیالکوٹ

https://www.facebook.com/Ishtiaq-ahmed-novels-fans-300064330101053/